رجسٹرڈ نمبر اے ۳۲۲۳

علمی، ادبی، اقتصادی، تاریخی، سیاسی، اردو عربی

ماہنامہ

قائد
مرادآباد

مُدیرِ مسئول
سید محی الدین اختر اسلام

ترسیلِ زر کا پتہ
(مولانا حکیم) انظار احمد فیل خانہ مرادآباد

قائد التحریر
سید محمد میاں

سالانہ سفید کاغذ گلیز عہ/ سفید کاغذ رف عہ، ششماہی " " عہ " " ۱۲ر

فی پرچہ ۳ر
نمونہ مفت

برقی پریس ساہے کمپنی مرادآباد

قواعد و ضوابط رسالہ

تاریخ القائد ۱۳۵۷ھ

جریدہ خجستہ بنیاد ۱۳۵۷ھ

(۱) رسالہ کا نیا سال محرم سے شروع ہوتا ہے اور انگریزی ماہ کی ۵ تک رسالہ ڈاک خانہ میں پہنچا دیا جاتا ہے

(۲) اندرون ہند میں انگریزی ماہ کی ۱۰ تک رسالہ نہ پہنچنے کی اطلاع فوراً دفتر کو دی جائے

(۳) اگلے ماہ کی ۱۰ تاریخ کے بعد رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت ہوگی تو رسالہ قیمت سے بھیجا جائیگا

(۴) پتہ صاف اور واضح خوشخط تحریر فرمایا جائے۔ اگر انگریزی کے پتہ کی ضرورت ہو تو مطلع کیا جائے۔

(۵) خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

(۶) جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہئے ورنہ دفتر جواب کا ذمہ دار نہ ہوگا۔

(۷) مہذب اشتہارات شائع کئے جاسکتے ہیں بشرطیکہ نصف پیشگی ادا فرمائی جائے۔

(۸) مہذب و مستند مضامین شائع کئے جاسکتے ہیں مگر مسلک کے مخالف مضامین پر سنجیدہ تبصرہ بھی کیا جائے گا۔

(۹) چندہ سالانہ بذریعہ منی آرڈر آنا ضروری ہے

(۱۰) ترسیل زر بنام مولانا حکیم انظار احمد صاحب مدیر انتظامی رسالہ قائد ہونی چاہیئے۔

(۱۱) ایجنسی کی شرائط بذریعہ خط و کتابت طے کی جائیں۔

شرح چندہ | اجرت اشتہارات

اندرون ملک		بیرون ملک	ایک صفحہ	½ صفحہ	¼ صفحہ
سالانہ	عہ	سالانہ ۳ شلنگ	ایکبار ۱۲؎	ایک بار صہ	ایک بار ۱۲؎
ششماہی	۱۲ار	نمونہ	ایک سال یعنی	ایک سال یعنی	ایک سال یعنی
فی پرچہ	۲ار	مفت	۱۲ مرتبہ معہ	۱۲ مرتبہ للعہ	۱۲ مرتبہ دعہ

تین کام عزیز قائد کی ترقی کے لیئے تین صورتیں عرض کی گئیں تھیں۔ اول نئے خریدار بنانا دوم اپنے شہر کے ایجنٹوں کو قائد کی ایجنسی قائم کرنیکے لئے ترغیب دینا۔ یا ایجنٹوں اور علم دوست حضرات کے پتے روانہ کرنا۔ سوم کاروبار و باری حضرات کو قائد میں اشتہار دینے کیلئے آمادہ کرنا۔ ان تین کاموں میں سے اس ماہ جناب نے کونسا کام کیا؟ قائد اپنے ہر خریدار سے مذکورہ تین کام لینا چاہتا ہے جس میں پیسہ کا کچھ خرچ نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قائد

ماہنامہ مرادآباد

سالانہ چندہ ایک روپیہ — ممالک غیر سے سالانہ ۲ شلنگ

ترسیل زر کا پتہ: (مولانا حکیم) انظار احمد مدیر انتظامی فیلخانہ مرادآباد

فہرست مضامین

ضروری اطلاع

اراکین ادارہ قائد شرمندہ ہیں کہ رسالہ چند ماہ سے تاخیر سے شائع ہو رہا ہے۔ اس کا بڑا باعث یہ ہے کہ انہیں تاریخوں میں دوسرے رسالے بھی شاہی برقی پریس میں طبع ہوتے ہیں۔ پریس کو فرصت نہیں ملتی کہ قائد اور دوسرے رسالوں کو ساتھ ساتھ طبع کر سکے۔ لہٰذا مجبوراً طے کیا گیا کہ قمری ماہ کے بجائے انگریزی ماہ کی پندرہ کو رسالہ شائع ہوا کرے گا۔ ناظرین کرام کے پاس اگر ۲۵ ماہ انگریزی تک رسالہ نہ پہنچے تو فوراً دفتر کو اطلاع دیں۔ اگلے ماہ کی ۱۰ تاریخ کے بعد اگر رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت موصول ہوئی تو رسالہ قیمت سے بھیجا جائے گا۔

(مدیر انتظامی)

حضرت علامہ مولینا مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند

حضرت علامہ مولانا عبید اللہ صاحب سندھی اور استاذ العلماء

حضرت علامہ مولانا محمد اعزاز علی صاحب مدظلہم العالی کی گرانقدر

توجہات اور مساعی جمیلہ

الفوز الکبیر فی اصول التفسیر حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کا اصول تفسیر کے متعلق وہ مشہور اور مفید تریں رسالہ ہے۔ جس کو حضرت شاہ صاحب مدظلہ العالی کی کرامت دریا، علم کا بیش بہا موتی قرار دیا جاتا ہے۔ سیدنا شیخ الہند مولانا سید حسین احمد صاحب مدظلہ العالی نے کوشش فرما کر اُسکو دار العلوم دیوبند کے نصاب میں داخل کرایا۔ تاکہ جلالین شریف کے ساتھ ساتھ پڑھایا جائے

یہ رسالہ فارسی میں تھا۔ ایک مصری عالم نے نہایت سلیس اور دلچسپ عربی میں اس کا ترجمہ فرمایا اور حضرات اکابر کے حکم سے اس کو کتب خانہ فخریہ مراد آباد نے طبع کرایا۔ اس کے آخر میں ایک خاص بحث مقطعات کی تھی۔ اُس کے متعلق حضرت استاذ مولانا الحاج مولینا محمد اعزاز علی صاحب کا مکتوب گرامی بنام مولانا سید محمد میاں صاحب ذیل میں درج ہے۔

عزیز مکرم زیدت معالیکم السلام علیکم۔ کارڈ انتظار کے بعد ملا، یہ معلوم ہو کر اطمینان ہوا۔ کہ کاپیاں پہنچ گئیں۔ خدا کرے کہ اس کی طباعت سے جلد فراغت ہو جائے۔ آمین۔

فارسی کی اصل عبارت میں بعض فاحش اغلاط تھیں، جن کی وجہ سے مطلب ہی خبط تھا۔ بعض معمولی غلطیاں تو میں نے سمجھ لیں، مگر بعض سخت غلطیاں مجھ سے زائل نہو سکیں، یہ ترجمہ حضرت الاستاذ مولانا الحاج المولوی المفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ کے پاس دہلی روانہ کیا انہوں نے اپنا قیمتی اور بہت سا وقت صرف کر کے اولاً اصل فارسی کی تصحیح کی، اسکے بعد ترجمہ میں اصلاح کی، مجھکو لکھا ہے کہ تم دہلی آؤ تو اصلاح شدہ ترجمہ کو لیتے آنا، میں تمکو بتاؤں گا کہ میں نے کس کس طرح اغلاط کو سمجھا اور زائل کیا ہے۔ حضرت مولانا عبید اللہ صاحب سندھی نے سنا کہ اعزاز علی نے الفوز الکبیر کی بحث مقطعات کا ترجمہ کیا ہے اور وہ چھپ گیا ہے، میرے حجرے میں تشریف لائے اور فرمایا کہ دکھاؤ، میں نے عرض کیا کہ ابھی تک طبع تو نہیں ہوا ہے، ہاں مسودہ موجود ہے۔ دیکھا اور فرمایا کہ فارسی کی عبارت میں یہ فلاں فلاں اغلاط تھے ہمکو مدت سے [illegible] خدا کا شکر ہے کہ یہ بالکلیہ زائل ہوگئیں۔

یا لضیعۃ العلم

کڑوی باتیں شکایت تھی کہ مستند علما کا کوئی رسالہ ہندوستان میں نہیں۔ جو مذہبی۔ سیاسی اور اقتصادی مسائل میں مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کرے۔ جسکے مضامین ایسے مستند ہوں، کہ ہر شخص کو اس کے مطالعہ کی ترغیب دی جاسکے۔ اور جو رسالے اس قسم کے ہیں۔ وہ نہایت گراں وغیرہ وغیرہ۔

بار بار مختلف مقامات کے مختلف حضرات سے یہ شکایت سنی گئی۔ تو ایک خاص انتظام کے ماتحت رسالہ "قائد" جاری کیا گیا۔

کاغذ۔ طباعت۔ کتابت ہر لحاظ سے ایسا پاکیزہ کہ ہندوستان کا کوئی رسالہ جس کی قیمت عہ، ہو اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ صرف عہ، سالانہ قیمت جس میں سے ۳؍ ڈاک ا؍ ضروری خط و کتابت کا نکالکر صرف ۱۲؍ میں تقریباً آٹھ سو صفحات سال بھر میں پیش کرے۔ ناظرین کرام کے مزید اطمینان کیلئے ہندوستان کے مستند اکابر علماء کی تقریظات اور تصدیقات شائع کی گئیں۔ سیدنا شیخ الہند حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب کی تصدیق و تقریظ کا عکس ٹائٹل کے پشت پر چھپوا دیا گیا

یہ سب کچھ ہوا۔ مگر افسوس جس افسردگی کا ثبوت ناظرین کرام نے دیا وہ یقیناً توقع سے خارج اور نہایت المناک ہے۔

سالگرہ نمبر میں عرض کیا گیا تھا کہ رسالہ اپنے مصارف پورے کرنیکے لئے چھ ہزار خریداروں کا محتاج ہے۔ اگر رسالہ کے ہر ایک کرمفرما خریدار تین تین خریدار مہیا فرمادیں، تو یہ مقدار پوری ہوسکتی ہے

مگر افسوس اس کے بجائے کہ کوئی خریدار نیا مہیا کیا جاتا۔ پرانے خریدار صاحب بھی اپنا چندہ وقت پر نہیں بھیجتے۔ ان کو اطلاع دی جاتی ہے کہ مدت خریداری ختم ہوگئی۔ آئندہ وی۔ پی ارسال ہوگا۔ لیکن کوئی جواب نہیں دیتے۔

ظلم عظیم بہت بڑا ظلم یہ ہے کہ جب وی۔ پی جاتا ہے تو اس کو واپس فرماکر رسالہ کو اور زیر بار کرتے ہیں۔ اگر اطلاعی خط کے جواب میں آئندہ کے لئے عدم خریداری کا خط لکھدیں تو یہ زیرباری نہ ہو۔

ستم ظریفی اس تمام اطلاع اور تنبیہ کے باوجود بعض بزرگ ستم ظریفی کرتے ہیں کہ وی۔ پی واپس کرکے۔ دوسرے ہی دن فرمائش ارسال فرماتے ہیں اور ایک روپیہ منی آرڈر کے ذریعہ بھیجنے کا وعدہ فرماتے ہیں۔

یہ سب کچھ دیکھکر ایک سمجھدار انسان کلیجہ تھام لیتا ہے - کہ ہائے علم کی یہ بے قدری -

ایک اعتراض کہا جاتا ہے مولوی کے تمام کام بے ڈھنگے ہوتے ہیں - رسالہ وقت پر جاری نہیں ہوتا - مگر کیا احقر کو اس سوال کی اجازت ہے کہ - یہ قصور کارکنان صاحبان کا ہے یا خریدار صاحبان بھی اس جرم میں ملوث ہیں -

خدارا قائد کی خریداری بندمت کیجیے - خودستائی کا الزام لگانے سے بیشتر آپ ہندوستان کے دوسرے رسالوں کو ملاحظہ فرمالیں - کیا اس قیمت پر بلند پایہ دلچسپ رسالہ کوئی اور ہے ؟

ایک نقصان بیشک ہے کہ رسالہ مولویوں کا ہے - دوسرا نقصان یہ کہ تصاویر، افسانے، ڈرامے غزل وغیرہ رسالے میں نہیں ہوتیں - مگر کیا مکروہات اور لغویات کے بغیر زندگی ناممکن ہے - کیا مسلمان اتنے پست ہوگئے - کیا علم اور متانت سے اسقدر نفرت ہوگئی -

خیال فرمایئے رسالہ آپ سے خیرات کا طالب نہیں - ہاں توجہات کا متدعی ہے - آپ عنایت فرماکر مندرجہ ذیل صورتوں سے رسالہ کی امداد فرمایئے - آپ ایک علمی - مذہبی رسالہ کی امداد فرماکر تبلیغ دین کی حمایت کریں گے - اور مستحق حسنات ہوں گے -

(۱) عنایت فرماکر کم از کم تین خریدار مہیا فرمادیجیے

(۲) کچھ ایسے احباب کے پتے تحریر فرمادیجیے جن کے پاس رسالہ بھیجنے سے توقع ہو کہ وہ خریداری منظور فرمالیں گے -

(۳) اپنا چندہ وقت پر ارسال فرمایئے اور کوپن پر اپنا پورا پتہ صاف تحریر فرمایئے -

(۴) اپنی ضرورت کی کتابیں کتب خانہ فخریہ شاہی کمپنی امروہیہ دروازہ مرادآباد سے منگایئے جس کے سرمایہ سے رسالہ جاری کیا گیا ہے -

(۵) دارالتالیف والاشاعت متعلق شاہی کمپنی مرادآباد کی مطبوعات مثلاً الفوز الکبیر - اساس انقلاب اصلاح الرسوم - النور الفائض - مسلم سوشلسٹ - حکومت الٰہی کی اشاعت میں امداد فرمایئے -

(۶) اپنے شہر کے ایجنٹ اخبارات و رسائل کو توجہ دلایئے کہ قائد کی ایجنسی بھی لیں یا ایسے ایجنٹوں کے پتے دفتر کو روانہ کیجیے تاکہ ایجنٹ صاحبان کو نمونہ روانہ کیا جاسکے -

(۷) اپنے کاروبار کا اشتہار قائد میں دیجیے اور دوسرے مشتہرین کو بھی آمادہ کیجیے -

آپکا خادم محمد میاں عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمارا ہندوستان۔ ہمارا پاکستان

ضرور پڑھیے　　　(۱)　　　غور سے پڑھیے

فطرتِ دولتمند

دنیا کے مغرور دولتمندوں نے غریبوں کو ہمیشہ لتاڑا۔ موسیٰ علیہ السلام کی بات فرعون کے دربار میں اس لئے قابل توجہ نہ تھی کہ وہ "مہین" معمولی حیثیت رکھتے تھے۔ یعنی دولت وثروت کے مالک نہ تھے نہ حکومت کی کوئی کلغی انکی ٹوپی میں لگی ہوئی تھی۔

فرعون۔ مسجود ہونے اور دعوی خدائی کا اس لئے مستحق بنا کہ اس کی عالیشان کوٹھی کے باغیچوں میں کوہ نما قلعوں کے نیچے۔ نہریں بہ رہی تھیں۔ لیکن قوم کا درد ہمیشہ غریبوں کے دل ہی میں پیدا ہوا۔ وہ غریب تھے یا درد قوم میں غریب بن گئے۔ غریبوں میں ملے۔ اور دولتمندوں کی نگاہ میں ارذیل۔ ذلیل اور مہین ہو گئے۔

۲۔ گذری ہوئی کہانی ہندوستان میں اسلام انہیں غریب۔ فقیر اور خدا رسیدہ علماء کے ذریعہ سے پہنچا۔ ان سچے اور باخدا فقیروں کے پیچھے پیچھے ارباب حکومت اپنی فوجیں لیکر ہندوستان پر حملہ آور ہوئے۔ حکومت قائم کرلی۔

مگر غربا کا تعلق فقراء سے تھا۔ ارباب حکومت ان خدا رسیدہ فقراء۔ ربانی علماء کے دست نگر تھے۔ وہ بھی حلقہ بگوش ہوئے۔ پھر ارباب حکومت کی حکومت نے پلٹا کھایا۔ ان کے دماغ کھرے اور کھوٹے کی تمیز کرنے سے محروم ہو گئے۔ دھوکے باز فقراء کے دام میں پھنس کر تباہ ہو گئے۔ ربانی علماً نے بہت کچھ اصلاح کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ بہرحال انگریز کا جھنڈا ہندوستان پر لہرانے لگا۔

دہلی کے لال قلعہ پر یعنی شوکت مغلیہ کے قبرستان پر سبز جھنڈے کی بجائے یونین جیک دیکھا گیا۔

اس وقت علماء ربانی اور سچ تو یہ ہے کہ مسلمانوں میں صرف[1] علماء ربانی کی جماعت تھی جس کے کلیجہ میں درد پیدا ہوا۔ آنکھوں میں خون اتر آیا۔ بہت کچھ جد وجہد کی کہ انقلاب ہو۔ مگر ناکامی رہی۔ یہ سب کچھ ہوا۔ مگر عوام کا تعلق علماء اور فقراء ہی سے تھا۔ انگریز اس تعلق کو خطرناک سمجھتا تھا۔ کوشش کی گئی

[1] پوری تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیے "علماء ہند کی شاندار ماضی" (زیر طبع ہے)

کہ علماء کے اقتدار کو زائل کیا جائے۔ تو آواز بلند کی گئی "مولوی سیاست سے نابلد۔ رفتار زمانہ سے ناواقف مسلمانوں کو فنا کے گھاٹ اُتار رہے ہیں۔ بچو۔ بچو۔ مولویوں سے بچو۔

عجیب عجیب انداز سے۔ طرح طرح کی لے سے آوازیں لگائی گئیں۔ دولت مندوں کا طبقہ پہلے سے الگ تھا۔ اب وہ اور الگ ہو گیا۔ عوام نے بھی اُن آوازوں کو سُنا۔ بہت متاثر ہوئے۔ مگر یقین نہ آیا۔

انگریزی سیاست نے ضرورت محسوس کی کہ ہندوستان میں ایسا مذہب ہو جسکا بنیادی عقیدہ ہو ترکِ جہاد اور انگریز کی وفاداری۔ تو غلام احمد بیگ قادیانی آنجہانی پولٹیکل ایجنٹ کی حیثیت سے میدان میں آئے۔ اور نبوت و رسالت کا دعویٰ کر دیا۔ جس طبقہ کی تربیت ہی اس نظریہ پر ہوئی تھی کہ مولویوں کا اقتدار ختم ہو جائے۔ اُس نے گردن جھکا دی۔

دھڑا دھڑ مرزائیت پھیلنے لگی۔ مگر علماء ربانی آگے بڑھے اور غلام احمد قادیانی کی تردید یہاں تک کی کہ عوام مشتعل ہو گئے تقریباً نصف صدی کے بعد یہ سیلاب رکا۔

اب چند سال سے علامہ مشرقی اس مشن کو چلانے کے لئے میدان میں آئے ہیں۔ آپ خوبی معاہدہ کراتے ہیں۔ مگر مقصود کسی کو معلوم نہیں۔ ہاں ایک اصول عام طور پر بتایا جاتا ہے کہ "مولوی کا مذہب غلط"

اس وقت تک جو کچھ ہوا۔ وہ انگریز کی خدمت گزاری تھی۔ ہندوستان کے ارباب جبروت کو انگریز کی غلامی اقتدار دلاتی تھی۔ اس کو عوام کی حاجت نہ تھی۔ لہٰذا وہ انگریز کا مخلص وفادار بنکر خان بہادر سر، راجہ، نواب وغیرہ بنتا رہا۔

۳۔ **انقلاب کی جھلک** | انسان اپنی فطرت میں آزاد پیدا ہوا ہے۔ وہ غلامی کو زیادہ عرصہ تک برداشت نہیں کر سکتا ___ جمہور کسی ایسی حکومت سے راضی نہیں ہو سکتے۔ جس میں اُن کا دخل نہ ہو۔ ایک عرصہ تک انگریز اور تنہا انگریز سیہ سپید کا مالک رہے۔ جمہور کو یہ شکل ناپسند تھی۔ اُن میں ہیجان پیدا ہوا۔ کانگرس نے رفتہ رفتہ اس ہیجان کو اپنا لیا۔ ایک جدوجہد کے بعد انقلاب کی خفیف سی جھلک پیدا ہوئی۔ وزارتیں گوچہ اقتدار سے محروم ہیں۔ مگر بہر حال جمہور کے ووٹ کی محتاج ہو گئیں۔ لامحالہ ارباب دولت کو جمہور کی ضرورت ہوئی۔ سیدھا راستہ تو یہ تھا کہ ارباب دولت کانگرس کا جز بنجاتے۔ لیکن سود خواری۔ بے ڈھب زمینداری اور غیر منصفانہ سرمایہ داری کے ساتھ جمہور سے یکجہتی ناممکن تھی۔ ارباب دولت کانگرس سے بھاگے۔

ہندؤوں نے ہندو مہا سبھا بنائی۔ مسلمانوں نے مسلم لیگ۔ لیکن سوال یہ تھا کہ جمہور سے کس طرح تعلق پیدا کیا جائے۔ تو مذہب کے نام پر عوام کو دھوکا دینا شروع کر دیا۔ ہندو دھرم خطرہ میں ہے۔ اسلام خطرہ میں ہے۔ یہ نعرے بلند ہونے لگے۔ ڈاکٹر مونجے ادر ساورکر نے فرمایا۔ کانگرس مسلمانوں کی غلام

ہو گئی۔ مسٹر جناح نے ارشاد فرمایا۔ کانگرس ہندو جماعت ہے۔ مسلمانوں کو ہندو جماعت سے الگ رہنا چاہیے مسلمانوں کی جماعت مسلم لیگ ہے۔ وہ مسلمان ہی کیا جو مسلم لیگ کا ممبر نہ ہو۔

۴۔ مسلم لیگ کی خدمات سوال یہ تھا کہ مسلم لیگ عرصہ سے قائم ہے۔ مگر آجتک اس نے عمل نہیں کیا۔ اس لیے کمزور ہے۔ تو عام ممبری کی اسکیم عمل میں لائی گئی۔ اور ہزاروں مسلمانوں کو ممبر بنا کر عمل کا ثبوت دیدیا گیا۔

دوسرا سوال یہ تھا کہ مسلم لیگ نے اپنا نظریہ نہیں پیش کیا کہ آزاد ہندوستان میں مسلمانوں کے مذہب کا تحفظ کس طرح ہو گا۔

تیسرا سوال یہ تھا کہ مسلم لیگ اگر انگریز کی غلام نہیں تو اس کو انقلاب کا لائحہ عمل پیش کرنا چاہیے تاکہ حریت پسند طبقہ بھی اُس پر غور کر کے لیگ میں داخل ہو سکے۔

تیسرے سوال کے جواب میں اگرچہ مسلم لیگ خاموش ہے اور بظاہر خاموش ہی رہے گی۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ دوسرے سوال کا جواب اُس نے نہایت نفیس نظریہ کے ساتھ پیش کر دیا۔

نفیس نظریہ یہ ہے کہ چونکہ اکثریت کے ماتحت اقلیت اپنا کلچر محفوظ نہیں رکھ سکتی۔ لہٰذا اقلیت کو ترک وطن کر کے ایسے صوبوں میں پہنچ جانا چاہیے جہاں وہ اکثریت میں آجائے۔ تجویز یہ ہے کہ صوبہ سرحد۔ بلوچستان، ریاست کشمیر۔ ریاست خیرپور اور بہاولپور۔ سندھ پنجاب۔ مسلم اکثریت کے صوبے ہیں۔ جن میں مسلمان اپنے کلچر اور اسلامی معاشرت کو باقی رکھ سکیں۔ ان کے ماسوا۔ دہلی سے لکھنؤ تک مسلم صوبہ بنا دیا جائے۔ اس میں سے متھرا۔ بنارس۔ الہ آباد۔ ہردوار کو خارج کر دیا جائے۔

جنوبی ہند میں ریاست حیدرآباد　　　کو مسلم صوبہ بنا دیا جائے۔ اور اس کو مدراس تک۔ یا بیجاپور کے راستہ سے بحر عرب تک ایک لمبی پٹی دیدی جائے۔ راجپوتانہ۔ اجمیر شریف کو مسلمانوں کا آزاد شہر قرار دیا جائے

تجویز نہایت خوش آئند ہے جو کافی مکھن اور توس کھا کر تیار کی گئی ہے۔ فروٹ کا استعمال بھی اس روز کافی کر لیا گیا تھا۔ دماغ تازہ تھا۔ چنانچہ ہندو کے حق میں خشکی سے کام نہیں لیا گیا۔

تجویز کا ایک جزیہ بھی ہے کہ صوبوں کی حد بندی کا کام شاہی کمیشن کے سپرد کر دیا جائے۔ جو بطور خود ہندوستان کے حالات کا معائنہ کر کے۔ اس سلسلہ میں ایک رپورٹ تیار کرے۔

(اخبار "رہنما" مرادآباد۔ مورخہ ۱۱ اپریل ۳۹ء صفحہ ۶)

اگر واقعی شاہی کمیشن کے ذریعہ سے اس اسکیم کو مرتب کرانا مقصود ہے تو اس کے کھلے ہوئے معنی یہ ہوتے ہیں کہ عین اس زمانہ میں کہ انگریز یورپ کی خانہ جنگی سے سخت پریشان ہے۔ سائمن کمیشن کی طرح

ایک نیا کمیشن آئے اور ہندوستان کے مطالبات کو اُلجھا کر ہندوستان کی تحریک آزادی کے لیے ایک دشواری پیدا کر جائے ـــ اور تاوقتیکہ اس جدید کمیشن کی تشریف آوری سے سرزمین ہند تاریخی شرف حاصل کرے ہندو۔ مسلمان اور سکھوں کو باہم دست و گریباں ہو کر خوب جنگ کرنی چاہیے

پنجاب سے ہندوؤں کو نکل جانا چاہیے۔ نہ نکلیں تو اُن کو نکالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یو۔ پی سی پی۔ بہار۔ غرض سارے ہندوستان سے مسلمانوں کو نکل جانا چاہیے۔ تاکہ اذان اور تکبیر وں کے نعروں سے ہندو دیوتاؤں کی تکلیف دور ہو۔ اور تقریباً ایک ہزار سال کی تکلیف کے بعد وہ چین کی نیند سو سکیں۔ اور جب کہ مسلم لیگ پاکستان کا نقشہ پیش کر سکتی ہے تو ہندو مہاسبھا کو بھی حق ہے کہ وہ مسلمانوں کو پورے ہندوستان سے نکل جانے کا چیلنج دیدے۔ ورنہ جنوبی ہند کو تو خالص ہندوستان بنالے۔ اور ایک ایسا نقشہ بنلے جس میں ریاست حیدر آباد کا نام و نشان نہ ہو۔

اور مصنفین پاکستان ابھی خوش گپیوں اور تفریحات میں ہی مشغول ہوں۔ مگر ہندو مہاسبھا حیدر آباد پر دھاوا بول دے۔ اور اس طرح تمام ہندوستان کی عافیت برباد ہو جائے۔

۵۔ لیگ اور فیڈریشن لیگ کے پلیٹ فارم سے گلے پھاڑ پھاڑ کر پکارا جا رہا ہے۔ کہ لیگ فیڈریشن ہرگز نہیں قبول کر سکتی۔ کانگرس کا ہائی کمانڈ فیڈریشن کی طرف جھک رہا ہے ـــ مگر کیا یہ درست ہے؟

سوال یہ ہے کہ حیدر آباد۔ بنگال۔ دہلی تا لکھنؤ۔ جو کم از کم تین طرف سے ہندو صوبوں سے گھرے ہوئے ہیں اور اجمیر جو سب طرف سے ہندو ریاستوں کے نرغہ میں ہے۔ آزاد ہندوستان میں اپنی کامل آزادی کس طرح باقی رکھ سکیں گے۔ کیا یہ ممکن ہو گا کہ ہر دیسی حکومتوں سے معاہدہ کے بدون وہ محفوظ اور آزاد رہیں۔ لامحالہ کوئی فیڈریشن بنانا ہو گا۔ جس کے سر پر یا تو انگریز کا جھنڈا لہرا رہا ہو گا۔ اور اگر ہندوستان اور پاکستان والوں کی عقلیں سیدھی ہو گئیں اور کسی صورت سے آزادی حاصل کر لی۔ تو لامحالہ اوم کا جھنڈا اس فیڈریشن کی چھت پر لہرا رہا ہو گا۔ اور پاکستان کا علم اُس کے سامنے سرنگوں ہو گا۔

یہ مت خیال کرنا کہ اس وقت کانگریس کا بین الاقوامی ترنگا۔ جس میں جملہ اقوام ہند کی شرکت ہی وہ فیڈریشن پر حکمراں ہو گا۔ کیونکہ پاکستان اور ہندوستان کے تخیل کی کامیابی کانگرس کے بنیادی اصول کے لئے پیغام موت ہے۔

جس کا لب لباب یہ ہے کہ ہندوستان کی مختلف ملتوں کو اپنے مذہبی اختلافات کے باوجود غیر ہندوستانی اقوام کے مقابلہ میں ایک مشترکہ قومیت میں منسلک کر دیا جائے۔ جس کا نام ہندوستانی ہو۔

بلاشبہہ مشترکہ۔ ملک کا کلچر مشترک ہو گا۔ جھنڈا بھی مشترک ہو گا۔

ہندوستان ... تقسیم ... تجویز پیش ... آزادی ...

۶۔ سر سکندر حیات خاں صاحب وزیر اعظم صوبہ پنجاب آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر ہیں ...

مگر پاکستان اور ہندوستان۔ جب ایک دوسرے سے جدا ہیں تو اگر فیڈریشن میں اگر اشتراک قبول کرتے ہیں تو پاکستان کا مقصد لغو بے کار اور بے معنی محض دھوکا ہوگا۔

اور اگر اشتراک قبول نہ کریں تو ایک ماتحت اور دوسرا بالادست ہوگا۔ یعنی پاکستان گویا ہندوستان کی نوآبادیات ہوگا۔ تم بتاؤ ہندوستان میں اگر اس طرح تقسیم ہو تو بالادست کون ہوگا۔

۶- افشار راز حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کا تخیل انتہا درجہ کی خود غرضی اور ناجائز چاپلوسی پر مبنی ہے۔

اور دوسرا سبب یہ ہے کہ ہندوستان کے یورپین دیوتا یہ نہیں چاہتے کہ مسلمان طاقت پکڑیں۔ اُن کی آخری کوشش یہی ہے کہ مسلمان مغلوب اور مقہور رہے۔ تاکہ وہ ہندوستان کے سوا سارے ایشیا پر بھی اپنا قبضہ جما سکے۔

چنانچہ بہت ممکن تھا کہ کمیونل اوارڈ کے بٹوارے میں جس طرح۔ اڑیسہ۔ بہار۔ یوپی۔ سی پی۔ مدراس بمبئی اور آسام ان سات صوبوں میں ہندوؤں کی نشستیں مسلم نشستوں سے دوگنی سہ گنی ہیں۔ اگر وہ چاہیں تو محض ہندو دھرم کے نام پر الیکشن لڑ کر خالص ہندو وزارت بنا سکتے ہیں

اسی طرح پنجاب اور بنگال اور سندھ میں بھی مسلمانوں کو اتنی نشستیں دیدی جاتیں کہ ہندوؤں کی مدد کے بغیر مسلمان وزارت بنا سکتے۔ لیکن ان صوبوں میں مسلم نشستوں کو تعداد آبادی کے تناسب سے اتنا کم کر دیا گیا کہ وہ لامحالہ وزارت بنانے کے لیے دوسری قوموں کے محتاج ہو گئے۔

لامحالہ پنجاب۔ بنگال اور بالخصوص پنجاب کی خود غرض وزارت کو ضرورت تھی کہ انکی اسمبلیوں میں مسلم نشستیں زیادہ ہوں۔ لیکن اس کے لئے مردانہ صورت تو یہ تھی کہ کمیونل ایوارڈ کو ٹھکرا کر پامردی کے ساتھ اس کے مصنفین سے جنگ کی جاتی۔ لیکن یورپین دیوتاؤں کے مقابلہ پر خان بہادر اور سر جیسے پرستار کب لب کشائی کر سکتے تھے۔

بہر حال وزارتیں مرتب ہوئیں۔ اب سارے ہندوستان کے مسلمان جہنم میں جائیں یا جنت میں۔ وہ برباد ہوں۔ اُن کی جائدادیں اُن کے کاروبار تباہ ہوں یا ترقی پائیں۔ اُنکی اولاد کہیں ڈوبے یا ترے۔ مگر ان کی عافیت کوشی۔ انگریز دوستی اور خود غرضانہ دور اندیشی کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے صوبوں میں مسلمانوں کی اتنی اکثریت کر لی جائے کہ مسلم وزارتیں مرتب ہو سکیں۔ تاکہ انگریز سے مکر التجا کرنیکا موقعہ ملے اور ہندوستان کی خانہ جنگی کا عذر پیش کر کے ہندوستان میں قیام فرمانے کا بہانہ خوبی کے ساتھ ہاتھ آجائے۔

۷- فکر ہر کس بقدر ہمت اوست یہ تھا عافیت کوش۔ راحت طلب لیگ کا مبلغ ہر واز۔ جس کا نہایت ناپاک پہلو یہ ہے کہ جس طرح پانچ چھ پشت پہلے کے بزرگوں نے ہندوستان کی آزادی کو، انگریز کے قدموں

پر قربان کر دیا۔ آج ہم ہندو اکثریت والے صوبوں کو خالصاً ہندوؤں کے حوالے کرکے ان تمام قربانیوں پر پانی پھیر دیں جو مقدس اسلاف اور شہدار ملت نے پیش کیں۔ اور جن کی بدولت آج ہندوستان کے ہر ایک گوشہ میں مسلمانوں کا حصہ موجود ہے۔ اگر ہم بلند آہنگی کے ساتھ حریت وطن میں دوش بدوش جدوجہد کرتے رہیں تو ہندو کو کہیں بھی موقعہ نہیں مل سکتا کہ وہ اوم کا جھنڈا لہرا سکے۔

آخر اس بزدلی کی وجہ کیا ہے۔ کہ اسلام کو پاکستان کے کٹھرے میں بند کیا جارہا ہے۔ اسلام ہر ایک جغرافیائی حدبندی سے آزاد ہے۔ ہمارے بزرگوں نے اپنے زمانہ کی قلت وکثرت کے سوال سے بے نیاز ہوکر ایسا تخم بویا جس کے متعلق مستقبل بعید میں بہت کچھ پھیلاؤ کی توقعات تھیں وہ تخم پودا بنا۔ پودا درخت ہوا۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اس درخت کی آبیاری کے بجائے اسکو جڑسے اکھاڑ پھینکو بزدل کیوں ہوگئے۔ ہمت کیوں نہیں کرتے۔ تم بھی کوئی بیج بودو۔ نہیں تو اس درخت کی آبیاری کرو۔ تاکہ وہ درخت اتنا پھیلے کہ گلشن کے ہر گوشہ پر چھا جائے

۸۔ صحیح ہمدردی بزرگان ملت نے گذشتہ صدیوں میں جو کچھ کیا۔ اُس کا درد اُن کے صحیح وارثوں اور متوسلین ہی کو ہو سکتا ہے۔ ان بزرگوں کے صحیح وارث اور روحانی اولاد علمار کرام ہیں۔ الحمدللہ آج بھی وہ ایک تخم بونا چاہتے ہیں۔ بلاشبہ قربانی کی ضرورت ہے۔ مگر اسلئے نہیں کہ بزرگوں قربانیوں کو برباد کردو بلکہ اس لئے کہ ان کے لگائے ہوئے پودوں کو خوب خوب پانی دو

۹۔ وطن خدمت وطن ایک مذہبی فرض ہے۔ وطن کی خدمت بھی مذہب کی خدمت ہے۔ مگر خدمت وطن یہ نہیں کہ وطن چھوڑ دو۔ نہ ہی اس سے مذہب کی کوئی خدمت ہوتی ہے

بیشک سات آٹھ سال ابتدار اسلام میں ایسے گذرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پر ہجرت فرض تھی۔ مگر پھر یہ فرضیت منسوخ ہوگئی۔ اور فریضۂ مسلم یہی قرار دیا گیا کہ وہ اپنی جگہ میں رہکر ترقی کی جدوجہد کرے۔ اور بالخصوص ایسی صورت میں کہ وہ وطن اُس کے زیرنگیں رہ چکا ہو۔ کسی ہمت اور شجاعت کی تعلیم دینے والے مذہب کی یہ تعلیم نہ ہوگی کہ اُس کا پیرو بزدل بنکر وطن چھوڑے۔

۱۰۔ ہمارا حقیقی فرض کانگریس علمبردار حریت بنکر میدان عمل میں آئی ہے۔ بہت لمبی مسافت کا ایک معمولی حصہ طے کیا ہے۔ ابھی بہت دور چلنا باقی ہے۔ وہ ہندوستانیوں کی آزادی چاہتی ہے۔ آزادی کے یہ معنی ہیں کہ ہر شخص کا ضمیر آزاد ہو۔ اس کا کلچر آزاد ہو۔ اُس کی معاشرت آزاد ہو۔ اُس کی زبان آزاد ہو۔ اس کا قلم آزاد ہو۔ اقلیت اور اکثریت مساویانہ آزادی کے ساتھ زندگی بسر کریں۔

ہمیں اپنی جگہ پر پختہ جزم اور مصمم عہد کر لینا چاہئے کہ ہمیں کامل حریت حاصل کرنی ہے۔

ہمیں اسکے لئے ضرورت ہے۔ کہ اقتصادی۔ فوجی اور دفتری نظام کی طرح ہم کلچرل یعنی معاشی نظام بھی قائم کریں۔ ہندوستان میں ایسا فیڈریشن قائم کریں جو جغرافیائی تقسیم کے نمایندگان کی طرح۔ اقتصادی نظام۔ نیز ہر اقلیت کے معاشی نظام کی نمایندگی پر مساوی طور سے شریک ہو۔ تاکہ ہر طبقہ اور ہر اقلیت اپنی آزادی کو مساوی طور پر باقی رکھ سکے۔ تم کہو گے کہ بہت مشکل ہے — میں کہوں گا کہ پاکستان سے آسان ہے۔

۱۱۔ طریق کار | تحفظ مذہب اور کلچر کے لئے جمعیۃ علماء ہند نے امارت شرعیہ یا محکمہ قضا کا مطالبہ کیا ہے۔ جو ہر صوبہ میں قائم کیا جائے۔ اور جو اپنی حدود میں قطعاً آزاد ہو۔ اور گورنمنٹ کا اسیطرح جز ہو جیسے محکمہ تعلیم یا محکمہ پولیس وغیرہ۔ لامحالہ جمعیۃ العلماء کو اس مقصد کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہونا ہوگا۔ اور کانگرس میں رہتے ہوئے اس کو برابر جد و جہد جاری رکھنی ہوگی۔ تاوقتیکہ مقصود میں اس کو کامیابی حاصل ہو۔

لیکن اس سے پیشتر کہ جمعیۃ العلماء کو کسی خاص جد و جہد اور مقاومت کی نوبت آئے ہمیں آج سے ہی ایک کام شروع کر دینا چاہیئے۔

کانگرسی حکومتوں کا منشا یہ ہے کہ خاص خاص مقدمات کے سوا جملہ تنازعات کا تصفیہ عدالتوں کے بجائے پنچایتوں کے سپرد کر دیا جائے۔

لامحالہ بہت مبارک ارادہ ہے۔ ہزاروں تباہیوں سے بچانے والا۔ آپس میں ایک دوسرے پر اعتماد پیدا کرنے والا۔ اور اس سے بڑھکر خود اپنے اوپر اعتماد پیدا کرنے والا۔

گرام سدھار۔ یا اصلاح دیہات کے پروگرام کا اہم مقصد اسی قسم کی پنچایتوں کا قیام ہے۔ چنانچہ ارگنائیزروں کے ذریعہ سے ایسی پنچایتوں کو قائم کرایا جارہا ہے۔

گورنمنٹ نے ایسی پنچایتوں کے لئے خاص رعایتیں منظور کی ہیں۔ مثلاً ہر گاؤں میں پنچایت گھر ہونگے ان کی تعمیر میں گورنمنٹ امداد کرے گی۔ چھوٹے گاؤں ہوں تو دو چار کو ملاکر ایک پنچایت بنائی جائے گی۔ پھر چند پنچایتوں کو ملاکر ان پر فیڈریشن کیطرح ایک بڑی پنچایت ہوگی۔ وغیرہ وغیرہ۔

مدینہ مورخہ ۲۸ جون ۱۹۳۹ء میں کثیر المقاصد انجمن امداد بلئے باہمی کے عنوان سے ڈاکٹر کیلاش ناتھ کاٹجو۔ وزیر صنعت و حرفت و ترقیات کی ایک طویل اسکیم شائع ہوئی ہے۔ اس کے مطالعہ سے۔ آپ گرام سدھار کی پنچایتوں اور دیگر انجمنوں کے نظام کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔

یہ تمام پنچایتیں اور انجمنیں۔ صنعتی۔ زرعی۔ معاشی اور اقتصادی مقاصد کے لئے ہوں گی۔

یہ پنچایتیں اپنے اندر ہندو مسلم تقسیم گوارا نہیں رکھیں گی اور لامحالہ کانگریسی وزارت کی اسکیموں میں ہندو مسلم تفریق نہیں چاہیئے۔

وہ تمام چیزیں جن کا تعلق مسلمانوں کے پرسنل لا سے ہے۔ وہ یقیناً ان پنچایتوں سے خارج رہیں گی۔ میں یا کوئی سمجھدار انسان اس پنچایتی حکومت کے نظام کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ جو شخص ہندوستان کی قدیمی عافیت۔ باہمی انس و محبت سے واقفیت رکھتا ہے۔ وہ اس قسم کی پنچایتوں کے قیام کو بہت بڑی آرزو قرار دے گا۔ کیا ہم انکار کر سکتے ہیں کہ جب اس قسم کی پنچایتیں قائم تھیں تو چھوٹے بڑوں کا ادب کرتے تھے۔ گاؤں کے مکھیا۔ ہندو ہوں یا مسلمان اپنے آپ کو باپ سمجھتے تھے۔ گاؤں کے چھوٹے۔ بڑوں کو خواہ ہندو ہوں یا مسلمان۔ چچا کہتے تھے۔ گورنمنٹ برطانیہ نے ہندوستانیوں کے سنگھٹن کو توڑنے کے لئے ہر ایک ہندوستانی کو براہ راست انگریز کا غلام بنانے کے لئے اس نظام کو تباہ کیا۔ اور پھر اس لئے کہ انگریز ججوں اور ڈپٹی کلکٹروں کا پیٹ پلے عدالتی نظام قایم کیا۔ کورٹ فیس یعنی انصاف پر ٹیکس لگا کر انسانیت سوز فعل روا رکھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ باہمی محبت۔ رواداری سب ختم ہو گئی۔ چھوٹے بڑے کا ادب جاتا رہا۔ جس نے کچہری میں پہنچکر صفائی اور بے حیائی سے جھوٹ بول دیا وہی غالب ہو گیا۔ حتی کہ آج ہندوستانیوں پر وہی برباد کرنے والے یہ الزام لگاتے ہیں کہ عدالت میں کبھی بھی کوئی شخص سچ بولنے کے ارادہ سے نہیں آتا۔

بہر حال۔ بدبختی اور بدقسمتی ہے اگر پنچائتی نظام کی مخالفت کی جائے۔ البتہ ان پنچایتوں کی محبوب جاذبیت اور کشش کا تصور کرتے ہوئے یہ خطرہ یقیناً پیدا ہو گا کہ دیہات کے ناواقف مسلمان نکاح طلاق۔ خلع وغیرہ کے مسائل جن میں غیر مسلم کا فیصلہ مذہباً نادرست ہے۔ وہ اپنی ناواقفیت سے انہیں پنچایتوں میں لے جایا کریں گے۔ اور مذہبی تصفیہ کی کوشش کے باوجود مذہب کی نظر میں ناجائز فعل کے مرتکب ہوں گے۔

لہٰذا بجائے اس کے کہ ہم ان کو پاکستان کے تخیل کی تلقین کرتے ہوئے ترک وطن کی ہدایت کریں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس پنچائتی نظام سے پوری پوری دلچسپی لیتے ہوئے مخصوص مذہبی امور کے لئے ہر ہر گاؤں میں جمعیۃ العلما کا نظام قائم کریں۔

ہر ضلع اور تحصیل کے مسلمان اس طرف توجہ فرمائیں۔ شہری جمعیۃ العلما کے ساتھ دیہی جمعیۃ العلما بھی قائم کی جائے۔ اگر ایک گاؤں میں ایسے مسلمان نہ ہوں تو دو چار گاؤں کے مسلمانوں کو ملا کر جمعیۃ علما اور مذہبی پنچایت قائم کریں۔

اس قسم کے نظام کے قیام کے ساتھ ہمارا دوسرا کام یہ ہوگا کہ ہم جدوجہد کریں کہ جس طرح تدریجی طور پر گرام سدھار کی انجمنوں اور پنچایتوں کو اختیارات ملتے رہیں۔ اسی صورت سے جمعیۃ العلمار کی ان دیہی مجالس کو پرسنل لا کے متعلق اختیارات تفویض ہوتے رہیں۔ بلا شبہہ اس صورت سے ہم۔ مذہب کی بھی خدمت کر سکیں گے۔ اور وطن کی بھی۔ واللہ علیٰ مانقول وکیل استدعا ہے کہ ہر ایک ہمدرد ملت۔ احقر کے ان خیالات پر پوری توجہ فرما کر زائد سے زائد جدوجہد کرے گا۔ کہ جمعیۃ العلما کی عام ممبری کو زیادہ سے زیادہ وسعت دے کر جمعیۃ العلمار کی دیہی مجالس کو قائم کرے۔ اور پھر کانگرس میں شرکت کرکے اپنی آواز کو قوی اور اپنے اختیارات کو وسیع بنائے۔ والسلام۔ خادم

محمد میاں عفی عنہ۔ (نوٹ) مضمون بالا سر دست شخصی حیثیت سے لکھا ہے۔

تاریخ عالم

سیّدنا آدم علیہ السلام

اور

سیّد الکونین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے

امتحانات کا مقابلہ

عمر شریف حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ۹۳۶ سال ہوئی۔

وفات حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب آدم علیہ السلام کا آخری وقت تھا تو آپ نے اپنی اولاد سے فرمایا۔ میرا جی جنت کے پھل کو چاہتا ہے۔ کہیں سے تلاش کر کے لاؤ۔ چنانچہ کچھ لڑکے ڈھونڈنے چلے۔ چلتے چلتے اُن کو فرشتے ملے۔ فرشتوں نے دریافت کیا کہاں جارہے ہو۔ لڑکوں نے ماجرا سنایا۔ فرشتوں نے کہا۔ واپس جاؤ۔ جو کچھ ہونا تھا ہوچکا۔ لڑکے واپس آئے تو حضرت آدم علیہ السلام کی وفات[1] ہوچکی تھی۔

پھر ملائکہ آئے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو غسل دیا۔ حنوط جو ایک خاص قسم کی خوشبو ہے۔ بدن پر لگائی۔ کفنایا۔ پھر بغلی قبر کھودی۔ پھر ایک فرشتہ آگے بڑھا اُس نے حضرت آدم علیہ السلام کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ باقی فرشتے اور آدم علیہ السلام کے لڑکے اُس کے پیچھے کھڑے ہوئے۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام کو دفنا دیا۔ اور کہا کہ اے اولاد آدم یہ ہے تمہارے مردوں کے لئے شرعی طریقہ۔ ایک دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ جب فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کی روح قبض کرنے کے لئے آئے (یعنی جب حضرت حوا نے موت کے آثار دیکھے) تو وہ حضرت آدم علیہ السلام کو چمٹنے لگیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا۔ اب الگ رہو۔ تیرے ہی باعث مجھکو دنیا میں آنا پڑا۔

---

[1] غالباً حضرت آدم علیہ السلام نے جنت کے پھل کا اشتیاق ظاہر کرکے اپنی وفات کی طرف اشارہ کیا تھا جس کو یہ حضرات سمجھے نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم نے اس سے بھی لطیف پیرایہ میں اپنی وفات کی خبر دی تھی کہ خداوند عالم نے ایک بندے کو دنیا اور آخرت میں سے ایک اختیار دے دیا۔ بندے نے آخرت کو منظور کرلیا۔ اسکو سیدنا ابوبکر صدیقؓ تو سمجھ گئے۔ چنانچہ آپ پر فوراً رقت طاری ہوئی اور عرض کیا آپ پر میرے ماں باپ قربان۔ لیکن اور حضرات نے حضرت صدیقؓ کے رونے کو بے محل ہی سمجھا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی سیرت مقدسہ میں بظاہر چار واقعہ امتحان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ (۱) جنت سے نکلنا (۲) فراق حوا (جسکی داستان میں کچھ مبالغہ سے کام لیا جاتا ہے) (۳) قابیل کا ہابیل کو قتل کر دینا (۴) اولاد قابیل کا کفر اختیار کر لینا۔

(۱) لیکن جنت سے نکلنا ایسا امتحان ہے جس میں آدم علیہ السلام کی ساری اولاد شریک ہے۔ اور پھر آپ اس جنت پر نظر فرمایئے جو ملاء اعلیٰ میں سید الکونین صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے تو آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں گے کہ ایک بادشاہ کو اپنے پایۂ تخت سے باہر جانے میں اگر کوئی زحمت ہوتی ہے تو شاہنشاہ کو جس کی شوکت وحشمت اس بادشاہ سے کہیں زیادہ ہو اپنے مرکز سے ہٹنے میں کتنی زیادہ ناگواری اور زحمت ہوگی

اگر سیدنا آدم علیہ السلام باغیچہ جنت میں قرب الٰہی کے بے پایاں لطف سے بہرہ اندوز ہو رہے تھے۔ تو سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم وہ مقدس نور ہیں جس کو حضرت حق جل مجدہ نے سب سے پہلے پیدا فرمایا اور کائنات ملاء اعلیٰ کا آفتاب منیر بنا کر رکھا۔ اور تمام جہان کی رحمت کا مرکز بنا کر اپنی بے پایاں رحمتوں کا مظہر بنایا۔ واللہ اعلم

(۲) حضرت حوا سے فراق ہوا۔ مگر پھر جلد ہی وصل بھی ہو گیا۔ لیکن سید الکونین کی رفیقۂ حیات حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے دنیا سے رحلت فرمائی تو پھر قیام دنیا کے آخر تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکیں۔ حالانکہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اسلام کی وہ جان نثار اور حضرت حق جل مجدہ کی وہ فرمانبردار خاتون ہیں جنہوں نے اپنی تمام ہستی اسلام پر فدا کر دی بیشمار دولت راہ خدا میں صرف کر دی۔ سب سے پہلے مشرف باسلام ہوئیں۔ اور سب سے زیادہ اسلام اور مسلمانوں کی مخلصانہ خدمت انجام دی۔

(۳) قتل ہابیل یعنی فرزند عزیز کی مظلومانہ وفات۔ اور بالخصوص بھائی کے ہاتھ سے بلاشبہ باپ کے لئے بہت سخت صدمہ ہے۔ لیکن جبکہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت وشفقت قرآن پاک کی شہادت کے بموجب ماں اور باپ کی شفقت سے بھی زیادہ ہے۔ اور اتنی زیادہ کہ انسانی الفاظ اس کی تفصیل نہیں کر سکتے۔ صرف اندازہ کے طور پر بتایا جا سکتا ہے کہ آپکی ازواج مطہرات مادران امت کی حیثیت رکھتی ہیں تو لامحالہ کسی کافر کا کسی مسلمان کو شہید کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قابیل وہابیل کے قتل وقتال کی حیثیت رکھے گا۔ خصوصاً جبکہ دختر محترمہ زینب رضی اللہ عنہا نے ابو سفیان کے ہاتھ سے وہ اذیت پائی ہو۔ جس کی بنا پر وہ کچھ عرصہ بعد دنیا سے رخصت ہوئیں اور خصوصاً جبکہ حضرت حمزہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے واقعات آپکے سامنے پیش آئے ہوں۔ اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی شرح شہادت کی اطلاع آپکو دیدی گئی ہو۔ اور پھر اسی رحمت وعمومی شفقت کی بنا پر آپ اس صدمہ کو بھی محسوس کر سکتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں کے کفر یا نوع انسان کی گمراہی تباہی اور استحقاق دوزخ کے سبب سے ہوتا تھا جسکی تسلی کے لئے رب العالمین کو عرش رحمٰن میں بار بار تسکین کے کلمات نازل فرمانے پڑے لعلک باخع نفسک الا یکونوا الآیۃ ولست علیھم بمسیطر وغیرہ وغیرہ

اب تو میرے اور فرشتوں کے درمیان مت پڑ - اس کے بعد آدم علیہ السلام کی روح قبض ہو گئی۔
نیز یہ بھی مروی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے حضرت شیث علیہ السلام سے فرمایا کہ تم نماز جنازہ پڑھاؤ۔ چنانچہ حضرت شیث علیہ السلام نے نماز پڑھائی۔ اور تیس مرتبہ تکبیر کہی اس زیادتی سے حضرت آدم علیہ السلام کا اعزاز اور اجلال مقصود تھا (طبقات ص۱۵ ج ۱) بہت ممکن ہے کہ پہلے فرشتوں نے تعلیماً سکھا دیا ہو۔ اس کے بعد حضرت شیث سے نماز پڑھوائی گئی ہو۔ جیسا کہ احادیث میں آتا ہے کہ جب شب معراج میں نماز فرض ہو چکی تو اگلے روز حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دو روز تک (۱۰ وقت) کی نماز پڑھائی۔ جس میں نماز کی صورت۔ ترکیبی اجزا اور اوقات وغیرہ سب چیزوں کی طرف اشارہ فرما دیا۔ پھر موقعہ بموقعہ اس میں کچھ ترمیمات ہوئیں۔

نبوت آدم علیہ السلام حضرت ابوذر رضہ - یا رسول اللہ۔ سب سے پہلے نبی کون ہیں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم - حضرت آدم علیہ السلام۔

حضرت ابوذر رضہ - کیا وہ نبی بھی تھے؟

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم - بیشک - ایسے نبی جن کو شرف مکالمہ سے نوازا گیا۔

حضرت ابوذر رضہ - مرسلین کتنے ہیں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم - ۳۱۵ - (طبقات ابن سعد ص۱۰ ج ۱)

نتیجہ کلام

حضرت آدم علیہ السلام کی سیرت آج بفضلہ تعالیٰ ختم ہو گئی۔ والحمد للہ علی ذالک
اس سلسلہ میں کچھ ایسے مباحث آ گئے۔ جو اگرچہ مفید اور حضرت آدم علیہ السلام کی سیرت کے سلسلہ میں بالکل نرالے ہیں۔ مگر ان کے باعث یہ سلسلہ اتنا طویل ہوا کہ تقریباً ۱۲ - اشاعتوں میں پورا ہوا

موضوع کلام یہ تھا کہ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں۔ اسی طرح آپ کے امتحانات اور آپ کی دشواریاں اور پریشانیاں بھی تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ اور دشوار تر ہیں ——
چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اشد الناس بلاءً الانبیاء۔ ثم الامثل فالامثل الحدیث۔ یعنی انبیاء علیہم السلام کے امتحانات تمام آدمیوں سے زیادہ دشوار ہوتے ہیں۔ پھر انبیاء علیہم السلام کے امتحانات میں بھی مراتب ہیں۔ جو افضل تر ہے اس کے امتحانات بھی دشوار تر ہیں۔

اب آپ اس مفصل سیرت پر دوبارہ نظر فرمائیے۔

ترجمہ تفسیر ابن کثیر

(حضرت علامہ مولانا سید فخرالدین احمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی۔ مرادآباد)

لفظ شیطان کی اصل سیبویہ کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص سرکش اور شورہ پشت ہوتا ہے تو اس کے متعلق عرب کہا کرتے ہیں تشیطن فلان۔ یعنی فلاں شخص شیطان جیسے فعل کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ شیطان کا ماخذ "شطن" ہے۔ شاط نہیں۔ ورنہ تشیطن کے بجائے تشیط ہوتا۔

بہرحال صحیح قول یہی رہا کہ "شیطان" "شطن" سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں دور ہونا۔ یعنی خداوند عالم کی رحمت سے بعید ہو جانا۔

اور اسی باعث جب کوئی انسان یا جن یا کوئی جانور سرکش ہو جاتا ہے اس کو شیطان کہنے لگتے ہیں۔ حضرت حق جل مجدہ کا ارشاد ہے

کذلک جعلنا لکل نبی عدوًا شیاطین الانس والجن الآیہ

یہاں سرکش انسان اور جنات کو شیطان سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اسی طرح حدیث شریف میں وارد ہے یا ابا ذر تعوذ باللہ من شیاطین الانس والجن فقلت أوللانس شیاطین قال نعم۔ یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر انسان اور جن شیطانوں سے پناہ طلب کرو۔ حضرت ابوذرؓ نے عرض کیا کہ کیا انسان بھی شیطان ہوتے ہیں۔ ارشاد ہوا۔ ہاں (مسند احمد)

نیز صحیح مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کو (یعنی اس کے خشوع خضوع کو) عورت۔ گدھا۔ کالا کتا منقطع کر دیتا ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کالے۔ سرخ اور زرد کتے میں کیا فرق ہے۔ ارشاد ہوا۔ کالا کتا شیطان ہوتا ہے۔ یعنی زیادہ سرکش ہوتا ہے۔ جس سے خواہ مخواہ طبیعت پر وحشت پیدا ہوتی ہے۔

ابن وہب نے سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ترکی گھوڑے پر سوار ہوئے۔ وہ شوخی کرتا ہوا چلنے لگا۔ حضرت عمرؓ جیسے جیسے اسے مارتے تھے۔ وہ زیادہ زیادہ شوخی کرتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اتر گئے۔ اور فرمایا۔ تم نے تو مجھے شیطان پر سوار کر دیا۔ اسکی رفتار سے خود میری طبیعت میں تکبر پیدا ہونے لگا۔ اس لئے میں اتر گیا۔ (سند صحیح ہے)

الرحیم "فعیل" کے وزن پر ہے۔ مگر معنی ہیں "مفعول" کے یعنی "مرجوم" کے معنی میں ہے۔

یعنی ہر قسم کی بھلائی سے دور ہٹایا ہوا۔ اور دھتکارا ہوا۔
چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔ ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح وجعلنا ھا رجوما للشیاطین (سورہ ملک ع۱)

ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں (یعنی ستاروں) سے مزین کیا۔ اور اُن سے شیطانوں پر مار دھاڑ رکھی۔ رجوم یا مار دھاڑ کی تفسیر دوسری آیت میں اس طرح فرمائی گئی ہے۔ کہ انا زینا السماء الدنیا بزینة الکواکب الی قولہ تعالیٰ فاتبعہ شھاب ثاقب
ترجمہ۔ ہم نے رونق دی ورلے آسمان کو ایک زینت سے یعنی تاروں سے۔ اور ان تاروں کو بچاؤ بنایا ہر سرکش شیطان سے (مقصود یہ ہے) کہ ملاء اعلیٰ کی باتوں کی طرف کان نہ لگا سکیں ہر طرف سے (اُن پر شہاب) پھینکے جاتے ہیں۔ تاکہ اُن کو دھتکار دیا جائے۔ اور ان کے لئے ہمیشہ رہنے والا عذاب ہے۔ مگر جو دفعۃً اچک لائے تو اُس کے پیچھے لگتا ہے شہاب ثاقب (درخشندہ تارا)۔ نیز ارشاد ربانی ہے ولقد جعلنا فی السماء بروجا الی قولہ تعالیٰ فاتبعہ شھاب مبین۔ یعنی ہم نے آسمانوں میں برج بنائے اور دیکھنے والوں کے لئے آسمان کو زینت بخشی۔ اور انکو ہر ایک شیطان رجیم سے محفوظ کر دیا۔ ہاں صرف وہ چوری سے سُن لے تو اس کے پیچھے لگتا ہے۔ شہاب مبین۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی آیتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لتاڑے ہوئے ہیں۔ جو مرجوم کے معنی ہیں۔ بہر حال رجیم بمعنی مرجوم ہوا۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ رجیم بمعنی راجم ہے۔ لتاڑنے والا۔ کیونکہ وہ انسانوں کے دلوں میں وسوسے اور فساد کی باتیں ڈال کران کو رحمت حق سے دور کر دیتا ہے۔ لیکن قول اول زیادہ مشہور ہے۔ اور وہی صحیح تر بھی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم صحابہ کرام نے بسم اللہ کو قرآن پاک کے شروع میں لکھا ہے۔ علماء کا اتفاق ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سورہ نمل کی ایک آیت ہے۔ اس کے بعد اختلاف یہ ہے کہ آیا بسم اللہ ہر سورت کی پہلی آیت ہے یا صرف اُن ہی سورتوں کی جس کے اول میں مکتوب ہے (یعنی سورہ براۃ کے ماسوا) یا کسی سورۃ کی بھی پوری آیت نہیں۔ بلکہ یا تو ہر سورت کے ابتدائی آیۃ کا جز ہے یا صرف سورہ فاتحہ کا جز ہے۔ اوروں کا نہیں۔ یا یہ کہ وہ صرف فاصلہ اور امتیاز پیدا کرنے کے لئے ہر سورت کے شروع میں لکھی جاتی ہے۔ آیت کی حیثیت سے نہیں لکھی جاتی۔ یہ علماء سلف وخلف کے مختلف اقوال ہیں۔ جن کے دلائل وغیرہ دوسرے موقعہ پر شرح وبسط سے بیان کئے گئے ہیں۔

ابوداؤد میں بسند صحیح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تا وقتیکہ بسم اللہ کا نزول نہو تا سورتوں کا باہمی فصل نہیں جانتے تھے۔ یعنی بسم اللہ ہی کے ذریعہ اس امر کا پتہ چل سکتا تھا کہ یہاں سے دوسری سورت کا آغاز ہو رہا ہے اور پہلی سورت ختم ہو چکی۔ (مستدرک حاکم میں بھی یہ روایت مذکور ہے)

صحیح ابن خزیمہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ فاتحہ کے شروع میں نماز میں بسم اللہ پڑھی اور اُس کو سورہ فاتحہ کی ایک آیۃ شمار کیا۔ (مگر یہ روایت ضعیف ہے) حضرت علیؓ۔ حضرت ابن عباسؓ اور ان کے علاوہ دوسرے حضرات سے بھی اس مضمون کی روایتیں نقل کی جاتی ہیں۔

حضرت ابن عباس۔ ابن عمر۔ ابن زبیر۔ ابوہریرہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہم سے اور تابعین میں سے حضرت عطاء۔ طاؤس۔ سعید بن جبیر۔ مکحول۔ اور زہری رحمہم اللہ تعالیٰ سے نقل کیا جاتا ہے کہ یہ حضرات سورہ برات کے سوا تمام سورتوں کا بسم اللہ کو جزء قرار دیتے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن مبارک شافعی۔ اور ایک روایت کے بموجب حضرت امام احمد بن حنبل نیز اسحاق بن راھویہ۔ ابو عبید قاسم بن سلام رحمہم اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

لیکن امام مالک۔ امام ابو حنیفہ اور اُن کے دوسرے ہم خیال حضرات کا قول ہے کہ بسم اللہ کسی سورت کے شروع کا بھی جز نہیں ہے۔

امام شافعی کا ایک قول یہ بھی ہے کہ بسم اللہ صرف سورۂ فاتحہ کا جز ہے۔ اس کے سوا وُ کسی سورت کا جز نہیں۔ اور ایک دوسرا قول یہ ہے کہ وہ تمام سورتوں کے (حتیٰ کہ سورۂ برارت) کے شروع کا جز ہے۔ مگر امام شافعی کے یہ دونوں قول غیر معروف ہیں۔

داؤد ظاہری کا قول یہ ہے کہ بسم اللہ سورۃ کا جز تو نہیں۔ البتہ ہر سورۃ کے شروع میں ایک مستقل آیت ہے۔ ایک روایت احمد بن حنبلؒ سے بھی یہی ہے۔ اور یہی قول ابوبکر رازی نے ابوالحسن کرخی کا بھی نقل کیا ہے۔ یہ دونوں بزرگ (رازی اور کرخی) امام ابو حنیفہؒ کے مقلدین میں بہت بڑے درجہ کے حضرات ہیں (رحمہم اللہ)

یہ تمام بحث اس سے متعلق تھی کہ بسم اللہ سورہ فاتحہ کا جز ہے یا نہیں۔ باقی یہ امر کہ نماز میں بسم اللہ جہر سے پڑھی جائے یا سراً سو یہ اسی پر متفرع ہے۔

(آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

الملک العضوض والخلافۃ الراشدۃ

من حضرۃ العلامہ الاستاذ مولانا عبد الحق المدنی الصدر السابق لجمعیۃ علماء الہند۔ ومدیر الجامعۃ القاسمیہ (مراد آباد) لازالت شموس فضلہ بازغۃ کلاء واللہ۔ فان المسلمین فی جمیع الاقطار این ما کانوا لا یرجی لہم فلاح ولا لہم نجاح لما اشرب فی قلوب عامتہم التفرنج وحادوا عن الدین المتکفل بعروجہم فی الدور الماضی الی مراتب العز ومراقی السعادۃ

نعم ان تصاریف الزمان وتقلب الحوادث الیومیہ توذن بانقلاب عظیم تدور دائرتہ الوخیمہ علی حکومۃ بریطانیہ العظیمۃ فانہا قد اصبحت علی شفا جرف ہار وعما قلیل لیصبحن نادمین —— واما المسلمون فلا اراہم بعد ذلک الانقلاب الا کمن فر من المطر واستقر تحت المیزاب۔

خلافت راشدہ اور قہار حکومتیں

حضرت مولانا عبد الحق صاحب مدنی کے اس مضمون کی دو قسطیں محرم اور ربیع الاول کے "قائد" میں شائع ہو چکی ہیں۔ پھر جمعیۃ العلماء کے اجلاس کی مشغولیت نے موقع نہ دیا۔ اور اس کے بعد حضرت موصوف کے ایک طویل سفر نے رسالہ کو محروم رکھا۔ ہم ان مجبوریوں کے سبب سے اس تاخیر کی معافی چاہتے ہیں (ادارہ)

جب کہ زعماء اقوام کے پیش نظر ذاتی منافع اور اغراض ہوں تو کیا ملت اسلامیہ کے لئے فلاح اور بہبود کی توقع کی جاسکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ بہر حال آج چونکہ عام مسلمانوں کے دلوں میں افرنجیت سما گئی۔ اور اس دین سے انہوں نے منہ موڑ لیا۔ جو گذشتہ زمانوں میں ان کی عزت وعظمت اور ان کی ترقیات کا متکفل رہا تھا۔ تو دنیا کے کسی خطہ میں بھی ان کی فلاح وبہبود کی توقع نہیں کی جاسکتی

البتہ زمانہ کی گردشیں، اور روزانہ واقعات کے انقلابات۔ ایک بہت بڑے انقلاب کی خبریں دے رہے ہیں۔ جس کا ہلاکت انگیز نتیجہ۔ برطانیہ عظمیٰ کی بربادی ہوگی۔ بلا شبہہ یہ حکومت ایک بوسیدہ بنیاد پر قائم ہے۔ اور بہت جلد حسرت اور ندامت سے ہمکنار ہوگی۔

بایں ہمہ میرا خیال مسلمانوں کے متعلق یہی ہے کہ اس انقلاب کے بعد ان کی مثال یہی ہوگی کہ بارش سے بچکر بھاگے اور پرنالے کے نیچے کھڑا ہو جائے۔

وهذا مما لا ينبغي ان يشك فيه عاقل - ولا يتردد في تسليمه الا جاهل او غافل -
فان التجارب القديمة والحديثة اثبتت لديناان مدار الرقي والسعادة
هو الاتحاد والاتفاق - وقطع النظر عن الاغراض النفسانية - مع كمال الايثار
ومعنى الاتفاق هو توجه الخواطر المختلفة الاهواء الى شئ واحد - وذلك
لا يتسنى الا باقامة عدل ترتضيه القلوب وتطمئن اليه النفوس - فمتى
ما اصدر امرا من عند نفسه او ارتأى رأيا بصائب فكره انعطفت اليه الخاصة
والعامة بقلوبها وجوارحها اعتقادا وعملا من غير تفكر في مصلحته الحالية ونتيجته
المالية - اذ ليس التفكر والتروي من وظائفهم وما قام بذلك الانقياد حق القيام
الا اصحاب رسول الله عليه الصلوة والسلام -
وحسبك ما وقع في الحديبية والقصة مشهورة فانهم كلفوا بما لا تقتضيه سهامتهم
ولا ترتضيه شجاعتهم ولا تتحمله غيرتهم وحميتهم - كبر ذلك عليهم حالا ومالا -

---

یہ ایک ایسی حقیقت ہے - جس میں کسی عاقل کے لئے شک و شبہہ کی گنجائش نہیں -
وجہ یہ ہے کہ جدید اور قدیم تجربوں نے ہمارے نزدیک یہ ثابت کر دیا ہے کہ ترقی اور فلاح کا مدار اتحاد و اتفاق پر ہے اور اپنی نفسانی اغراض سے نظر بند کر کے پورا پورا ایثار کرے سر اور اتفاق کا مطلب یہ ہے کہ مختلف جذبات والے دلوں کو کسی ایک چیز کی طرف متوجہ کرنا - اور اس اتحاد و اتفاق کی تعمیر صرف ایسے عدل و انصاف کے قائم کرنے سے ہو سکتی ہے جسکو قلوب پسند کریں اور نفوس اُس سے مطمئن ہو جائیں - پس جب بھی عدل و انصاف کی روشنی میں کوئی حکم صادر کیا جائے یا فکر صائب سے کوئی رائے قائم کیجائے تو خواص اور عوام دل و جان سے اس کی طرف مائل ہو جاتے ہیں - اور اُن کے تمام اعضا اعتقاداً اور عملاً جھک پڑتے ہیں -
اس کے بعد اُن کو وقتی مصلحت ، یا انجام کار کی فکر نہیں ہوتی - کیونکہ یہ فکر عوام کا کام نہیں - اس قسم کی اطاعت شعاری پورے پورے طور پر صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام نے کی ہے (رضی اللہ عنہم)
مثال کے طور پر صرف ایک واقعہ یعنی غزوہ حدیبیہ کا واقعہ ہی کافی ہے - جس کا قصہ عام طور سے مشہور ہے - اس موقعہ پر صحابہ کرام کو ایسی چیز کی فرمائش کی گئی تھی جو ان کی شہامت کے تقاضے کے مخالف تھی - اور اُن کی شجاعت اس کو پسند نہیں کرتی تھی - نہ اُنکی غیرت و حمیت ہی اسکو برداشت کر سکتی تھی - یہ ان کے لیے حال اور مال کے لحاظ سے نہایت شاق معلوم ہوتا تھا -

ومع ذلك فلم يوجد فيهم من خالف بكلمة واحدة بعد علمه انه حكم صادر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

بل انقادوا لذلك انقياد رجل واحد - هذا هو الاتفاق - والاتحاد الذی به قهروا الاعداء وطارصيتهم حتى بلغ عنان السماء - فملكوا مشارق الارض ومغاربها ــــ وليس معنى الاتفاق ان يتفق كل رجل مع غيره بان يوفق زيدٌ عمراً وعمرو بكراً - فانه بهذا المعنى لا يمكن استيعاب اهل بلدة واحدة فضلا عن استيعاب اهل قطر من الاقطار - واستيعاب العالم باجمعه امر مستحيل بل المعنى الذی به يتسنى الوصول الى هذا المقصد الشريف هو اتفاق المسلمين على رجل واحد يعتمدوا عليه - فی جميع مصالحهم فمتى اصدر امراً او رأى رأيا انقادوا اليه مذعنين لا يستشير احد غيره فی اذعانه وتصديقه ولا يرجع فی ذلك الى صديقه او رفيقه او شقيقه - بل يجعل مدار قبوله علیه ثبوت صدور ذلك الامر عن ذلك المعتمد علیه

اس کے باوجود کوئی ایک متنفس بھی نہیں جس نے ایک حرف بھی اسکی مخالفت میں زبان سے نکالا ہو۔ جبکہ اُنکو معلوم ہوگیا کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اُن سبنے اس طرح گردن جھکادی۔ جیسے گویا اُن سب کی روح ایک روح ہے۔ اور گویا بہت سے قالبوں میں ایک ہی جان کام کر رہی ہے۔

یہی اتفاق اور اتحاد وہ ہے۔ جس کے ذریعہ سے وہ اپنے دشمنوں پر غالب آئے اور اُن کی شہرت نے زمین آسمان کو پُر کردیا۔ اور وہ مشرق و مغرب کے مالک بن گئے۔

مگر اس اتفاق کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ہر ایک دوسرے کے ساتھ متحد و متفق اس طرح ہوجائے کہ زید عمر کے ساتھ متفق ہو۔ عمر بکر کے ساتھ۔ کیونکہ اس قسم کا اتحاد تو ایک شہر کے باشندوں میں بھی نہیں ہوسکتا (کچھ لڑائی جھگڑے بہرحال رہیں گے) کسی ایک ملک کے باشندگان کا اس طرح پر اتفاق تو کیسے ممکن ہوسکتا ہے اور سارے عالم کا اس طرح متفق ہوجانا تو ایک محال چیز ہے۔ بلکہ اس مقصد شریف تک جس اتحاد و اتفاق کے ذریعہ سے رسائی ہوسکتی ہے وہ صرف یہ ہے۔ کہ سارے مسلمان ایک شخص پر اس طرح متفق ہوجائیں کہ اُس پر ان سب کو اپنے تمام مصالح میں اعتماد ہو۔ پس جب وہ اُن کو کوئی حکم کرے یا اُن کے لئے کوئی تدبیر سوچے تو سب کے سب پورے جزم اور یقین کے ساتھ اس کے سامنے گردن جھکادیں۔ اور اس کے یقین و تصدیق کے لئے ایک دوسرے سے مشورہ یا سرگوشی نہ کرتے پھریں نہ کوئی اپنے دوست کے پاس جائے نہ رفیق یا بھائی کے پاس۔ بلکہ اس کے قبول کرنے کا مدار صرف یہ ہو کہ اُنکو یہ ثابت ہوجائے کہ یہ حکم واقعی اس نے صادر کیا ہے جس پر ان کو اعتماد ہے۔

هذه كلمة جعلتها توطئة وتمهيد الما انا بصدد بيانه الآن فها انا استلفت انظار القارئين - واستعطف عواطف السامعين للاصغاء لما هو آت -

ان الله سبحانه وتعالى لما اراد ان يقيم نظام هذا العالم على احسن اسلوب تتم به مصالح الانسان وتكمل به انسانيته بعث سيدنا محمداً صلى الله عليه وسلم داعيا الى الله هاديا الى سبيله والهم اصحابه الانقياد له بالكيفية المشروحة آنفا فهدوا الى الحق والرشد والخلق وحازوا قصبة السبق - سنة الله التى قد خلت فى عباده - خسر هنالك الكافرون ثم اورثنا الكتاب الذين اصطفينا من عبادنا وهم العلماء العاملون وقد قال النبى صلى الله عليه وسلم - العلماء ورثة الانبياء فان الانبياء لم يورثوا

اب تک جو کچھ عرض کیا وہ آئندہ مقصود کے لئے ایک تمہید ہے -

اب میں قارئین کرام کی توجہات اپنے آئندہ مقصود کی طرف منعطف کرنا چاہتا ہوں حقیقت یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے جب چاہا کہ اس عالم کا نظام ایک ایسے بہترین اسلوب پر قائم ہو جس سے انسان کی مصلحتیں پوری ہوسکیں اور انسانیت کی تکمیل ہوسکے تو ہمارے آقا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا - آپ خداوند عالم کی طرف دعوت دینے والے تھے - اور اُس کی طرف رہنمائی کرنے والے - آپ کے اصحاب کرام کے دلوں میں ڈال دیا کہ وہ آپ کی ایسی اطاعت کریں جس کا کچھ تذکرہ پہلے گذرا - لہٰذا ان حضرات کو خود ہی قدرت کی جانب سے حق کی راہنمائی کی گئی - اور انہوں نے مخلوق خدا کو بھی حق وصداقت کی راہنمائی فرمائی - اور میدان مسابقت میں بازی لے گئے - یہی خدا کی قدیمی سنت ہے - جو اس کے بندوں میں ہمیشہ سے نافذ اور جاری ہے (اور اس قسم کی اطاعت نہ کرنے سے بدنصیب اور محروم القسمت ہمیشہ خائب وخاسر رہے ہیں - (اس قسم کے سیکڑوں حرماں نصیب قوموں کی نظیر قائم کرنے کے بعد) خداوند عالم نے اپنے فرمان (قرآن حکیم) کا وارث اپنے بندوں میں سے منتخب افراد کو بنایا - یہ منتخب اور برگزیدہ بندے جنکو وارث کتاب بنایا گیا - وہ باعمل علماء ہیں - چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے وارث علماء کرام ہیں کیونکہ انبیاء علیہم السلام

دیناراً ولا درہماً

وبناءً علی ختم النبوة فنبینا صلی اللہ علیہ وسلم لم یورث نبوة ایضاً فما ھو الا العلم۔ الحاصل من الکتاب والسنة

ولما کان نجاح الامة وفلاحہا موقوفاً علی طاعة النبی والانقیاد لحکمہ بلانکیر واعتراض لزم بصریح العقل وصحیح القیاس ان یکون ذلک بعدہ موقوفاً علی طاعة العلماء والانقیاد لاحکامہم کذلک بلانکیر۔ ولا اعتراض۔ فان سنة اللہ جرت فی خلقہ ان جعل لکل شیئ نہایة۔ ولولا ذلک للزم التسلسل المستحیل (باقی)

کا ترکہ درہم و دینار نہیں تھا (اُن کا ترکہ علم و ہدیٰ ہے)

اور اس بنا پر کہ نبوت ختم ہو چکی تھی۔ ہمارے آقا۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا بھی کسی کو وارث نہیں بنایا۔ آپ کا ترکہ صرف وہ علم ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل اور مستنبط ہو۔

اور چونکہ امت کی فلاح اور کامیابی عہد رسالت میں اس پر موقوف تھی کہ چون و چرا کئے بغیر صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے رہیں۔ اور اس پر کوئی اعتراض نہ کریں۔ تو لامحالہ عقل و تدبر کا کھلا ہوا تقاضا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسی طرح بے چون و چرا علماء ربانی کے احکام کے سامنے گردن جھکا دی جائے۔ وجہ یہ ہے کہ خداوند عالم نے شروع سے یہی طریقہ جاری رکھا کہ ہر چیز کی کوئی انتہا ہوتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو تسلسل لازم آتا ہے جو محال ہے۔ (باقی)

ائمہ اربعہ کے مختصر حالات

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان قدس اللہ سرہٗ

(۲)

آپ کی وفات کی خبر تمام شہر بغداد میں برق کی طرح سرعت سے پہنچ گئی، اور سارا شہر امنڈ کر چلا آیا چھ مرتبہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔ پہلی مرتبہ پچاس ہزار آدمی جنازہ میں شریک تھے۔ آخری نماز آپ کے فرزند حماد نے پڑھائی۔ اژدہام کی وجہ عصر کے وقت آپکو سپرد خاک کیا گیا۔ دفن کے بعد چالیس دن تک برابر لوگ قبر پر نماز جنازہ پڑھتے تھے۔ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھکو خیزران کے مقبرہ میں دفن کیا جائے کیونکہ وہ زمین پاک تھی مغصوب نہ تھی لہذا آپ کو بغداد کے مقبرہ خیزران میں دفن کیا گیا۔ جب آپکے انتقال کی خبر ابو جعفر منصور کو پہنچی تو کہا کہ ع

اور ابن جریج فقیہ مکہ نے سنا تو انا للہ پڑھا اور کہا کہ ایک بڑا عالم چل بسا، اور جب شعبۃ بن الحجاج کو خبر لگی تو انا للہ پڑھا اور کہا کہ علم کا نور کوفہ سے بجھ گیا۔ اب اہل کوفہ ابو حنیفہ جیسا عالم کبھی نہ دیکھیں گے[1]

امام صاحب کی قبر شریف بغداد میں زیارت گاہ خلائق ہے، ایک زمانہ کے شرف الملک ابو سعد محمد بن المنصور المتوفی سنہ ... نے کہ سلطان ملک شاہ سلجوقی کا مستوفی تھا امام صاحب کی قبر پر مشہد اور قبہ تعمیر کرایا۔ اور وہیں ایک بڑا مدرسہ بھی حنفیوں کے لیے بنوایا، جب اسکی تعمیر سے فارغ ہوا تو اعیان شہر کی ایک جماعت کو ساتھ لیکر اس کے مشاہدہ کے لیے گیا اتفاق سے ابو جعفر مسعود بیاضی مشہور شاعر آگیا اور فی البدیہہ اس نے یہ اشعار کہے

أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْعِلْمَ كَانَ مُبَدَّدًا ۔۔۔ فَجَمَّعَهُ هٰذَا الْمُغَيَّبُ فِي اللَّحْدِ

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ علم کس طرح متفرق تھا ۔۔۔ پھر قبر کے اس مدفون شخص نے اسکو یکجا کیا

كَذٰلِكَ كَانَتْ هٰذِهِ الْأَرْضُ مَيِّتَةً ۔۔۔ فَأَنْشَرَهَا فِعْلُ الْحَمِيدِ أَبِي سَعْدِ

اسی طرح زمین بھی مردہ پڑی تھی ۔۔۔ پھر اسکو زندہ کیا محمود ح ابو سعد نے

امام صاحب کے پاس لوگوں کی بہت سی چیزیں از قسم سونا چاندی وغیرہ وغیرہ امانت تھیں

[1] یہ تمام تفصیلات الخیرات الحسان اور دوسری کتابوں سے لیگئی ہیں

انتقال کے بعد آپ کے فرزند حماد ان سب کو قاضی کے پاس لے گئے کہ ان کو سپرد کردیں قاضی صاحب نے انکار کیا اور کہا کہ آپ ان کو اپنے ہی پاس رکھئے۔ آپ اس کے اہل ہیں۔ حماد نے کہا کہ آپ ان کو وزن کر کے رکھ لیجئے تاکہ ابو حنیفہ کا ذمہ باقی نہ رہے۔ پھر جو چاہے کیجئے۔ اصرار سے قاضی نے تمام چیزوں کو لے لیا اور کئی دن تک تولتے رہے۔ جب وزن پورا ہوگیا تو حماد چھپ گئے۔ اور جب تک تمام مال ان کے ورثا تک نہ پہنچ گیا نہ نکلے (ابن خلکان ص۱۸۰)

اولاد آپ کی وفات کے وقت صرف فرزند حماد تھے۔ کینت ابو اسمٰعیل تھی۔ یہ بھی اپنے والد ماجد کی طرح نہایت بزرگ اور نیک تھے۔ ذی قعدہ ۱۷۶ھ میں کوفہ میں انتقال کیا۔ حماد کے چار لڑکے تھے۔ ابو حیان، اسمٰعیل، عثمان، عمر۔ اسمٰعیل نے علم و فضل میں کافی شہرت حاصل کی۔ مامون نے ان کو بصرہ کا قاضی بنایا تھا۔ اسمٰعیل نے بیان کیا ہے کہ ہمارے پڑوس میں ایک رافضی طحان تھا۔ جس کے پاس دو خچر تھے ایک کا نام ابوبکر اور دوسرے کا نام عمر رکھا تھا۔ ایک رات اس نے دونوں خچروں میں سے ایک کو تیر چلا کر مار ڈالا۔ جب اس واقعہ کی خبر میرے دادا ابو حنیفہ کو ہوئی تو فرمایا کہ جاؤ دیکھ آؤ کس خچر کو اس نے تیر مارا ہے۔ میرا خیال ہے کہ جس کا نام عمر ہے اسی کو مارا ہوگا۔ چنانچہ جب دیکھا گیا تو وہی بات نکلی جو آپ نے فرمائی تھی (ابن خلکان ص۱۸۰ ذکر حماد)

تصنیفات مورخ ابن ندیم نے کتاب الفہرست میں امام ابو حنیفہ کی تصانیف سے یہ کتابیں بتائی ہیں۔ کتاب الفقہ الاکبر۔ کتاب رسالۃ الی المبتی۔ کتاب العالم والمتعلم۔ کتاب الرد علی القدریہ۔ ان کے علاوہ کتاب المقصود اور کتاب الوصیۃ بھی بتلائی گئی ہیں۔

ذاتی حالات امام ابو حنیفہؒ متوسط القامت، موزوں اندام اور خوشرو تھے، بڑے خوش بیان تھے آواز بلند اور صاف تھی جو چاہتے نہایت سنجیدگی اور رجحت کے ساتھ ادا کر دیتے، مزاج میں نزاکت تھی۔ عطر بہت استعمال کرتے تھے۔ آپ کی ٹوپی سیاہ لمبی ہوتی تھی، اپنے جوتے کا تسمہ ہمیشہ درست رکھتے تھے، آپ کا ذریعہ معاش تجارت تھی جو نہایت وسیع اور اعلیٰ پیمانہ پر تھی، بغداد کی تجارت کا تمام نفع شیوخ محدثین کی حاجت روائی میں خرچ کرتے تھے۔ جب کوئی چیز اپنے گھر کے لئے خریدتے تو علماء کے لئے بھی وہ چیز ضرور لیتے، اپنے ہمسایہ کا بہت زیادہ خیال کرتے تھے، ملنے والوں سے شفقت اور اخلاق کے ساتھ پیش آتے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ گرمی میں ظہر اور عصر کے درمیان سو رہتے تھے۔ اور جاڑے میں جبکہ رات بڑی ہوتی ہے اوائل شب میں مسجد ہی میں تھوڑی دیر سو رہتے تھے۔

تقوی اور طہارت امام صاحب نہایت نیک اور پرہیزگار تھے۔ کبھی کسی کو برا بھلا نہ کہتے۔ اور نہ کسی کی غیبت کرتے۔ ایک مرتبہ عبداللہ بن مبارک نے ثوری تعجباً کہا کہ ابو حنیفہ غیبت سے بہت دور رہتے ہیں۔ میں کبھی ان کو اپنے دشمن کی بھی غیبت کرتے ہوئے نہیں سنا، ثوری نے کہا کہ وہ عقلمند آدمی ہیں۔ اپنے حسنات کو سیئات سے نہ مٹائیں گے۔

ایک مرتبہ مناظرہ میں آپ کے مقابل نے آپکو مبتدع۔ اور زندیق کہا اس کے جواب میں امام صاحب نے کہا کہ اللہ تجھپر رحم کرے، اللہ بہتر جانتا ہے کہ میں جیسا کہ تم کہتے ہو نہیں ہوں۔ غایت احتیاط کی بنا پر آپ بادشاہوں کے وظیفے قبول نہ کرتے۔ حسن بن زیاد کہتے ہیں کہ آپ نے کسی امیر کا جائزہ اور ہدیہ قبول نہ کیا،

حفص بن عبدالرحمن کو جو آپکے شریک فی التجارت تھے۔ بیچنے کے لئے کچھ عیب دار کپڑے دئے اور کہدیا اور اس کا عیب مشتری کو بتادینا۔ مگر حفص بن عبدالرحمن بھول گئے۔ اور بغیر عیب بتائے بیچ ڈالا۔ خریدار نے بھی نہ دیکھا۔ جب امام صاحب کو اس بات کی خبر ہوئی تو تمام رقم جو کہ تیس ہزار درہم تھی صدقہ کردیا۔

بنی امیہ کے آخری خلیفہ محمد بن مروان کے زمانہ میں یزید بن عمر بن ہبیرۃ الفرازی نے چاہا کہ امام صاحب، کو کوفہ کا قاضی مقرر کرے۔ آپ نے انکار کردیا۔ اسپر ابن ہبیرۃ بگڑ گیا۔ اور آپ کو ایک سو دس کوڑے روزانہ لگائے جاتے تھے۔ مگر امام صاحب انکار سے باز نہ آئے آخر مجبور ہو کر آپ کو چھوڑ دیا۔ اور اپنے ارادہ سے باز رہا۔ امام صاحب کے پوتے قاضی اسمٰعیل بن حماد بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں اپنے والد کے ساتھ کوفہ کے مقام کناسہ کے پاس گیا۔ وہاں پہنچکر میرے والد رونے لگے۔ میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو کہا کہ یہ وہ مقام ہے جہاں پر ابن ہبیرہ نے میرے باپ پر عہدۂ قضاء کے لئے دس دن تک برابر دس دس کوڑے لگوائے تھے۔[۱]

امام احمد بن حنبل کو سنہ ۲۲۰ھ میں بحکم معتصم باللہ عباسی اس الزام میں کہ قرآن کو مخلوق نہ کہتے تھے۔ کوڑے مارے گئے اور استقلال کے ساتھ اپنی رائے پر قائم رہے۔ مگر "امام ابو حنیفہ کا یہ واقعہ جب یاد کرتے تو رو دیتے اور ان کے لئے دعا کرتے۔

ربیع بن عاصم کا بیان ہے کہ مجھکو ابن ہبیرہ نے امام ابو حنیفہ کے پاس بھیجا کہ ان کو بلالاؤ۔ میں امام صاحب کو بلا لایا۔ ابن ہبیرہ نے آپکو بیت المال کا حاکم بنانا چاہا۔ مگر امام صاحب نے انکار کردیا جس کی وجہ سے اس نے آپکے بیس درے لگوائے۔[۳]

---

۱ الخیرات الحسان از مقامات مختلفہ ۲ ابن خلکان حصہ ۲ ص ۲۹۵ ۱۲ ۳ احیاء العلوم حصہ ۱ ص ۲۵ ۱۲

علامہ ابن حجر مکی نے الخیرات الحسان میں لکھا ہے کہ منصور نے جب امام صاحب کو قضا کے لئے طلب کیا تو آپ کے شدید انکار کو دیکھ کر حکم کیا کہ روزانہ قید خانہ سے نکال کر ان کو دس درے لگائے جائیں اور بازاروں میں آپ کی تشہیر کی جائے، چنانچہ اس کے حکم کے مطابق روزانہ آپکو قید خانہ سے نکال کر بری طرح مارا جاتا اور اسی حالت میں بازاروں میں تشہیر کی جاتی، اور آپ پر بہت ہی سختی کی گئی۔ حتیٰ کہ کھانے پینے پر بھی سخت پابندی کی گئی۔ دس دن تک برابر اسی طرح کیا گیا۔ اس کے بعد امام صاحب نے رو کر نہایت گریہ وزاری کے ساتھ دعا فرمائی نتیجہ یہ ہوا کہ پانچ دن کے بعد انتقال فرما گئے۔ امام صاحب کو عہدۂ قضاء وغیرہ سے انکار محض اس وجہ سے تھا کہ آپ ابن ہبیرہ اور ابو جعفر منصور کو طریقہ شرعیہ سے منحرف پاتے تھے اور آپکو گوارا نہ تھا کہ ایسے غیر متشرع لوگوں کے اعوان و انصار بنیں۔

عبادت اور ریاضت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں فلقد کان ایضا عابدا زاھدا عارفا باللہ تعالیٰ خائفا منہ مریدا وجہ اللہ تعالیٰ بعلمہ ص۲۵ (ترجمہ امام ابو حنیفہؒ بھی عابد زاہد عارف باللہ اور اس سے ڈرنے تھے۔ اپنے علوم باطنی کی وجہ سے اللہ کی رضاجوئی کرتے تھے حماد بن سلیمان کہتے ہیں کہ آپ تمام رات عبادت کرتے تھے ابن جریجؒ کہتے ہیں کہ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے کوفی نعمان بن ثابت اللہ سے بہت زیادہ ڈرتے ہیں۔ وکیعؒ کا قول ہے کہ امام ابو حنیفہ سے زیادہ افقہ اور بہتر نماز پڑھنے والا میں نے کسی کو نہیں دیکھا، اسد بن عمر فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے فجر کی نماز عشاء کے وضو سے چالیس سال تک پڑھی، اور عام طور سے رات کو ایک رکعت میں تمام قرآن پڑھتے تھے۔ آپ کا رونا رات کو سنا جاتا تھا حتیٰ کہ پڑوسی سنکر آپ کی حالت پر رحم کھاتے تھے، جہاں آپ نے انتقال فرمایا وہاں سات ہزار دفعہ قرآن شریف ختم کیا، ابتداء میں امام صاحب نصف شب تک عبادت کیا کرتے تھے۔ ایک روز آپ راستہ سے گذر رہے تھے کہ کسی آدمی نے اپنے ساتھی سے کہا کہ یہ شخص (امام صاحب کی طرف اشارہ کرکے) رات بھر عبادت کرتا ہے، اس کے بعد آپ تمام رات عبادت کرنے لگے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے مجھ کو شرم آتی ہے کہ اس کی عبادت کے متعلق میری ایسی توصیف کی جائے جس کا میں اہل نہیں ہوں (احیاء العلوم ص۲۵ الخیرات الحسان وغیرہ)

ایک مرتبہ رات کو آپ باربار یہ آیت پڑھتے تھے اور گریہ وزاری کرتے تھے بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ۔ ایک مرتبہ ساتہ بھر اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھتے رہے

یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔

جب کوئی مشکل مسئلہ پیش آجاتا اور حل نہ ہوتا تو آپ اپنے اصحاب سے فرماتے کہ یہ بات کسی گناہ کی وجہ سے ہوئی ہے جس کا میں نے ارتکاب کیا ہے۔ پھر توبہ کرتے۔ بسا اوقات وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھتے اور مسئلہ حل ہو جاتا۔ (الخیرات الحسان وغیرہ)

حسن بن عمارۃ آپ کو غسل دیتے ہوئے کہتے تھے۔ "اللہ آپ پر رحم کرے۔ آپنے تیس سال تک برابر روزہ رکھا۔ اور آپ کے داہنے پہلو نے چالیس سال تک تکیہ کا سہارا حاصل نہ کیا۔"

ائمہ اسلام کے اقوال امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے امام ابو حنیفہ کو دیکھا ہے؟ فرمایا ہاں دیکھا ہے۔ اگر میں اس ستونوں کے متعلق ان سے بات کرتا، کہ اس کو سونا بنا دیں تو وہ ضرور اپنی حجت سے اس کو ثابت کر دیتے۔ امام شافعیؒ کا قول ہے کہ جو شخص فقہ میں تبحر حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ ابو حنیفہ کا عیال ہے" یحیٰی بن معین رئیس النقاد کا قول ہے کہ سب سے بہتر قرأت حمزہ کی قرأت ہے اور سب سے بہتر فقہ ابو حنیفہ کی اسی طریقہ پر میں نے لوگوں کو پایا ہے" ابن عیینہ" فرماتے ہیں، کہ جو شخص مغازی سیکھنا چاہتا ہے اس کے لئے مدینہ ہے اور جو شخص مناسک سیکھنا چاہتا ہے اس کے لئے مکہ ہے اور جو شخص فقہ سیکھنا چاہتا ہے اس کے لئے کوفہ اور اصحاب ابی حنیفہؒ ہیں امام اعمشؒ فرماتے تھے کہ مناسک ابو حنیفہ سے لکھ لو۔ کیونکہ میں ان کے علاوہ اور کسی شخص کو نہیں جانتا جو مناسک کے فرائض کا زیادہ واقف ہو۔ جب اعمش نے حج کیا تو امام ابو حنیفہ کے پاس آدمی بھیجی کہ آپ میرے لئے مناسک لکھ دیں۔ نضر بن شمیلؒ کا قول ہے کہ لوگ فقہ سے غافل پڑے سوتے تھے۔ امام ابو حنیفہ نے ان کو جگا دیا۔ (تہذیب التہذیب وغیرہ)

آپ کا طریقۂ اجتہاد امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ پہلے کتاب اللہ کو لیتے۔ پھر سنت رسول اللہ کو پھر اقوال صحابہ میں سے جو قول اقرب الی القرآن والحدیث ہوتا اسکو لیتے۔ اگر ان تینوں میں نہ ملتا تو اجتہاد کرتے۔ اور کسی تابعی کا قول نہ لیتے۔ خود امام صاحب فرماتے ہیں کہ پہلے کتاب اللہ کو مقدم کرتا ہوں۔ اگر اس میں نہیں پاتا تو سنت رسول اللہ کو لیتا ہوں اگر اس میں بھی نہیں پاتا تو اقوال صحابہ میں سے جس کو چاہتا ہوں لے لیتا ہوں اور ان کے قول کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کا قول نہیں لیتا۔ اور جب معاملہ ابراہیم شعبیؒ ابن سیرینؒ۔ عطاءؒ تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ لوگ اجتہاد کرتے ہیں (بس میں) بھی انہیں کی طرح اجتہاد کرتا ہوں۔ (تہذیب التہذیب)

امام صاحب کا یہ تفقہ فی الدین اور اجتہاد اس قدر بہتر ہوتا تھا کہ اس میں آپنے تمام عالم میں

شہرت پائی اور تمام مجتہدین و قائسین سے بڑھ گئے۔ علامہ ابن خلدون مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

ومقامہ (ای ابوحنیفہ) فی الفقہ لا یلحق شہد لہ بذلک اھل جلدتہ وخصوصاً مالکؒ والشافعیؒ (مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۳۷۵)

(ترجمہ) امام صاحب فرماتے ہیں کہ لوگوں پر تعجب ہے میرے متعلق کہتے ہیں کہ اپنی رائے سے فتویٰ دیتا ہوں۔ حالانکہ بغیر اثر کے فتویٰ دیتا ہی نہیں۔

امام ابوحنیفہ کے تمام کوائف حیات اور محاسن کا بیان کرنا اس مختصر مضمون میں ایک امر مشکل ہے آپ کے حالات اور واقعات کی یہ چند مثالیں ہیں جو ناظرین کرام کے سامنے پیش ہیں اب میں آخر میں امام صاحب کے شاگرد خاص شیخ المحدثین عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار جن کو انہوں نے امام صاحب کے متعلق بغیر کسی مبالغہ کے کہا ہے نقل کرتا ہوں اور اسی پر کلام کو ختم کرتا ہوں۔

وھی ھٰذہ

لقد زان البلاد ومن علیھا　　امامُ المسلمین ابو حنیفہ

باٰثارٍ وفقہٍ فی حدیثٍ　　کاٰیاتِ الزبور علی الصحیفۃ

فما فی المشرقین لہ نظیرٌ　　ولا بالمغربین ولا بکوفۃ

رأیتُ العائبین لہ سفاھاً　　خلافَ الحقِ مع حججٍ ضعیفۃ

رقمہ القاضی ابوالمعالی عبدالحفیظ المبارکفوری عفرلہ الارخ الثانی من شہر ذی الحجۃ الحرام ۱۳۵۷ھ

دیوان حماسہ (عربی)

بحاشیہ جدیدہ از سید الادباء حضرت الحاج الحافظ مولانا محمد اعزاز علی صاحب شیخ الفقہ و استاذ الادب دار العلوم دیوبند

دیوان حماسہ عربی درسیات کی مشہور کتاب ہے جسکو ادب عربی کی معیاری کتاب مانا جاتا ہے۔ شدید ضرورت تھی کہ اس کا حاشیہ اس طرح کیا جائے کہ حل لغات کے ساتھ اشعار کے مضمون کو بھی واضح کردے۔ حضرت الاستاذ مولانا محمد اعزاز علی صاحب مدظلہ العالی نے عرصہ ہوا۔ اس خدمت کو انجام دیکر اساتذہ اور طلبہ ادب پر احسان عظیم فرما دیا۔ جو نہایت مقبول ہوا۔ مگر کاربردازوں کی عدم توجہی کے باعث طباعت و کتابت کی خامیوں سے کسی مرتبہ بھی پاک نہ ہوا۔ اس مرتبہ مولانا موصوف کی نظر ثانی کے بعد شائع ہوئی ہے۔ ان تمام خوبیوں کے باوجود قیمت وہی کاغذ قسم اول ۵؍ رعائتی للعہ قسم دوم للعہ رعائتی ۸؍

مسلمان کیوں مفلس ہو گئے؟

عام طور سے خیال کیا جاتا ہے کہ عیاشی کے باعث مسلمان تباہ ہوئے یہ قطعاً غلط ہے۔ آپ اپنے قرب و جوار کے ان گھرانوں پر نظر ڈالئے جو پچاس برس پیشتر صاحب حیثیت تھے ان میں سے اکثر کی بربادی کا سبب تنگی آمدنی سے مصارف کی زیادتی کا باعث اور ناجائز خلاف شرع رسومات۔ آپ اگر درد مسلم دل میں رکھتے ہیں تو رسومات کی اصلاح کیجیے

"اصلاح الرسوم"

مصنفہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب اس مقصد کے لئے بہترین کتاب ہے خوش عقیدہ مسلمان اس کتاب کا مطالعہ مستورات اور بچیوں کو کراتے ہیں۔ اس مرتبہ اسکے مشکل الفاظ کا حل بھی کردیا گیا ہے۔ نہایت بہتر اور عمدہ چھپوائی گئی ہے۔ قیمت بدستور ۸؍ رعائتی ۶؍ فرمائش کرنیوالے حضرات کے لئے للعہ درجن۔

مدلل و مکمل اشاعت اسلام

یعنی

دنیا میں اسلام کیونکر پھیلا

مؤلفہ فخر الہند حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دار العلوم دیوبند و مفتی اعظم عدالت عالیہ حیدرآباد

اس کتاب میں اسلام کی تدریجی ترقی اور اطراف عالم میں اسکی اشاعت کی صورتیں مستند صحیح تاریخی واقعات کے ذریعہ بیان کرکے یہ مشاہدہ کرا دیا ہے کہ یہ حیرت انگیز ترقی و اشاعت محض حق تعالیٰ کے فضل سے اسلامی اخلاق اور ان کی عالمگیر جاذبیت کا نتیجہ تھا نہ کسی جبر و قہر کا۔ یہ کتاب درحقیقت حضرات صحابہ و تابعین کے اہم کارناموں اور فتوحات اسلامیہ کی مستند اور دلچسپ تاریخ ہے واعظین و مقررین کو دوسری کتب سے مستغنی کرنیوالی ہی واحد کتاب ہے جسپر علماء و اکابر کی تقاریظ بھی تحریر ہیں۔ اسمرتبہ مندرجہ ذیل

خصوصیات

کے ساتھ آراستہ کرکے شائع کی گئی ہے (۱) تاریخی کتب کے حوالجات۔ واقعات کے حوالجات کو اسقدر مکمل کردیا ہے کہ اسکا درجہ معتبر اور مستند ہونے میں پہلے سے کہیں زیادہ بلند ہو گیا ہے (۲) استشہاد میں جہاں تاریخی واقعہ کی ضرورت پیش آئی حاشیہ پر مکمل واقعہ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ (۳) آیات قرآنی و احادیث کی تخریج و شرح بھی کی گئی ہے (۴) کاپی اور پروف کی تصحیح میں کافی اہتمام کیا گیا ہے۔ گویا جس عظیم الشان مقصد کے لئے یہ کتاب تالیف کی گئی ہے اس مرتبہ اسکی مطابق تصحیح کتابت۔ طباعت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا ٹائٹل خوشنما رنگین بنا۔ قیمت بدستور عہ رکھی گئی ہے رعائتی عہ

تعلیمی ہند

ہندوستانی سو فی صدی تعلیمیافتہ تھے۔ حضرت شیخ الہند مولانا سید حسین احمد صاحب کی سیاسی اور تاریخی واقفیت شہرۂ آفاق ہے یہ کتاب ہندوستان کی تعلیمی حالت کے متعلق موصوف کی یادداشتوں کا مجموعہ ہے جس کو بہترین طرز پر مرتب کیا گیا ہے اس کتاب کے پڑھنے سے مسلمان اپنے بادشاہوں کے متعلق بدگمانی سے بچ جائیں گے۔ کیونکہ معتبر حوالوں سے بیان کیا گیا ہے کہ مسلمان بادشاہوں کے زمانہ میں سو فیصدی ہندوستانی تعلیمیافتہ تھے۔ قیمت ۱۲؍ رعائتی ۱۰؍

کتب خانہ فخریہ شاہی کمپنی امروہیہ گیٹ مراد آباد

تبلیغ و اصلاح کا سب سے پہلا قدم ۔ مذہبی، قومی فرض

یا ایہا الذین آمنوا قوا انفسکم و اہلیکم نارا

ترجمہ ۔ اے ایمان والو بچاؤ اپنے آپکو اور گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے ۔ آپکے ننھے ننھے جگر پارے عنقریب قوم کی قسمت کے مالک ہوں گے انکی اصلاح قوم کی اصلاح ہے انکی ترقی قوم کی ترقی ہے کوشش کیجیے کہ آپکا نور چشم اپنی قوم کا نور ہو ۔ یہ ننھے دل اسلامی غنچہ ہے گلشن وطن کا اسلامی پھول ہے اگر آپنے اسکی اصلاح کی تو وہ آپکے لئے باقیات صالحات سے ہوگا ورنہ معاذ اللہ ارشاد خداوندی سے ڈریئے انما اموالکم و اولادکم فتنۃ ۔ تمہارا مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہے ۔ آپ اسکی ایسی تربیت کیجیے کہ اگر بچے بڑے ہو کر بھی اس کی اسلامی خوشبو سے دنیا مہکے ۔ آپ سب سے پہلے یہ بتادیجئے کہ اسلام کیا ہے؟ وہ تم سے کیا چاہتا ہے مسلمان کا مقصد حیات کیا ہے؟ خیال فرمایئے کہ زعماء قوم ۔ مدبران ملت ۔ مدیران جرائد کا فیصلہ یہ ہے کہ بچوں کے لئے اسلامیات کا بہترین

نصاب یہ ہے

تعلیم الاسلام (مکمل) چار حصہ ۔ مصنفہ حضرت علامہ مولانا کفایت اللہ صاحب قیمت ۱۲؍

تبلیغ الحق

حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدنی کا مشہور و معروف رسالہ ہے ۔ جس میں تبلیغ کی اہمیت مبلغین کی اہمیت ۔ مبلغین کے آداب و فضائل اور سلسلہ تبلیغ کے احیا کی ضرورت پر عجب انداز سے بحث کی گئی ہے ۔

قیمت ۲؍ رعایتی ۱؍

اسلامی تاریخ کی پہلی کتاب عرب ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور عقائد و احکام اسلام ۔ اس کتاب میں فاضل مصنف نے چار خزانے جمع کئے ہیں (۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مقدس و پاکیزہ حالات جو اپنے انداز تحریر میں بے نظیر ہیں (۲) کلمہ طیبہ کی تشریح و تفسیر ۔ عقائد اسلام (۳) اسلام کے ضروری احکام (۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کے ہر واقعہ کے بعد اسکے نتیجہ پر خاص تنبیہ کی گئی ہے اور نہایت دلچسپ طرز پر اس سے سبق حاصل کرنے کی تلقین کی گئی ہے ۔ طرز تحریر ایسا پیارا کہ شروع کرنے کے بعد ختم کئے بغیر چھوڑنا مشکل ہو اور ایسا آسان کہ ہر بچہ خود سے مضمون سمجھ سکے ۔ خط نہایت واضح ۔ ٹائٹل بیحد خوبصورت ۔ قیمت ۳؍

اربعین ۔ مصنفہ حضرت علامہ مولانا سید فخرالدین احمد صاحب ۔ اس کتاب کو تصویر اسلام کہا جاتا ہے کیونکہ تقریباً ڈھائی سو احادیث اور ۵۰ قرآن پاک کی آیات سے اسلام کے عقائد معاملات ، عبادات اور اخلاق کا نقشہ عام تعلیم اور سلیس طور پر کھینچ دیا گیا ہے ۔ یہ بہترین واعظ اور گویا گھر کا مولوی اور نصاب ہے قیمت ۱۲؍

منیجر کتب خانہ فخریہ شاہی کمپنی امروہہ گیٹ ۔ مرادآباد

سیرت اصحاب صفہ

مقبولان بارگاہ کی مقدس جماعت

رحمۃ للعالمین اور اصحاب صفہ کا طرز زندگی

(جناب مولانا محمد شفیع اللہ صاحب سہسرامی)

اس سے قبل کی اشاعتوں میں طلبا رحضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے سیر و حالات مختصر لکھ چکا ہوں - آپ نے اصابہ - استیعاب - کتاب الکنی وغیرہ کتب سیر و تواریخ کا نچوڑ ملاحظہ فرما لیا - اب سب سے صحیح و مستند آسمانی کتاب اور کلام ربانی میں ان برگزیدہ حضرات و مقبولان بارگاہ لم یزلی کی خصوصیات ملاحظہ فرمائیے - قرآن حکیم نے اہل صفہ کے جن اوصاف و محامد کو ذکر فرمایا ہے ان کی تفصیل و تشریح تو بہت کچھ ہے - مگر میں یہاں نہایت مختصر سرسری نتیجہ پیش کرتا ہوں - اہل صفہ وہ صحابہ تھے جن کے نفوس طیبہ جہاد فی سبیل اللہ اور طاعت خداوندی وامتثال امر نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے محبوس و محصور تھے - الذین احصروا فی سبیل اللہ اہل صفہ وہ مقدس جماعت تھی جو مذہبی اور سیاسی خدمات کی مصروفیتوں کے باعث تجارت و طلب معاش اور کسب و اکتساب کے لئے دور و نزدیک سفر نہیں کرتی تھی - لا یستطیعون ضربا فی الارض - اہل صفہ وہ قانع و صابر جماعت تھی جن کی قناعت و صبر کی وجہ سے ناواقفین دیگر اہل ثروت و طلبار رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے مابین تمیز نہیں کر سکتے تھے یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف اس پاکباز جماعت کی پیشانی سے رات کی عبادت و ریاضت کے باعث خضوع و خشوع تواضع و استعانت نمودار ہوتی تھی - تعرفھم بسیماھم

ان مذکورۂ بالا آیات میں قرآن حکیم نے اصحاب صفہ کے پانچ اوصاف بیان فرمائے ہیں

اول الذین احصروا فی سبیل اللہ - عامہ مفسرین نے سبیل اللہ کے عام معنی مراد لئے ہیں - مگر قرآنی اصطلاح سے واقفین خوب جانتے ہیں کہ لفظ "فی سبیل اللہ" جہاد ہی کے لئے مخصوص ہے گویا طلبا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جہاد فی سبیل اللہ کے لئے محصور تھے

دوسرا وصف لا یستطیعون ضربا فی الارض ہے - اس سے صفت اولی کی تشریح

ہوتی ہے کہ جب ان پاکبازوں کی ہمتیں صرف جہاد ہی کے لئے وقف تھیں تو ان کو دیگر کاروبار کے لئے سفر وسیاحت کا موقع ہی کہاں میسر ہو سکتا تھا۔

تیسرا وصف یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف۔ کلمہ من سببیہ ہے یعنی ناواقفین کا انکو غنی اور بے نیاز سمجھنے کا سبب تعفف تھا۔ یہ ایک بہت بڑا وصف ہے جو درحقیقت تمام خوبیوں کا آئینہ ہے۔

چوتھا وصف لایسئلون الناس الحافا۔ ماسبق کی آیت سے مفہوم ہوتا تھا کہ جب تجارت وحرفت کے لئے امصار واطراف کا سفر نہیں ہوتا تو گذر گداگر فقرا ومساکین کی طرح ہوتا ہو تو اسکو صاف کر دیا گیا۔ کہ میرے یہ مکرم بندے ملک قناعت وصبر کے بادشاہ ہیں وہ کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔

پانچواں وصف تعرفھم بسیماھم ہے۔ مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ انکو پہچاننے کا سبب ان کی مخصوص علامتیں ہیں۔ مفسرین ان علامات کی تعیین میں مختلف البیان ہیں بعضوں کا خیال ہے کہ وہ علامات تخشع واستقامت ہے۔ اور بعض اس طرف گئے ہیں کہ فقر وفاقہ کی وجہ سے جو ایک مشقت کے آثار نمودار ہوتے ہیں یہی سبب معرفت ہے۔

محصلین علوم دینیہ وطلبہ فنون عربیہ غور فرمائیں کہ حضور سرور کائنات علیہ افضل الصلواۃ کے طلبہ گرامی کی زندگیاں جہاد فی سبیل اللہ کے لئے کس طرح محصور تھی اور انکی زندگی کا حاصل اور تعلیمات کا مقصد اصلی جہاد فی سبیل اللہ ہی تھا۔ یہ مقدس جماعت اسلام کی خاطر سرفروشی وجانبازی کے لئے وقف تھی اور ساتھ ہی تعلیمات الہی اور اخلاق نبوی سے بھی اپنے قلوب منور کرتی تھی ان میں کا ہر ایک فرد علم ومعرفت یگانۂ روزگار تھا۔ مگر آج آپ کا یہ حال کہ یا تو جنگ آزادی اور جہاد فی سبیل اللہ سے کوسوں دور رہتے ہیں کہ اس قسم کی باتیں زبان پر لانا بھی مرادف فسق وفجور تصور کرتے ہیں مجھے خوب یاد ہے کہ ایام تحصیل میں جب کبھی ایسی گفتگو کا موقع آیا تو مجھے بری طرح ہدف ملامت بنایا گیا ہے۔ یا یہ وارفتگی ہے کہ ہر ساعت وہر لحہ اخبار وجرائد کے لاطائل اور دور از کار مباحث میں اپنا وقت عزیز کھو یا جاتا ہے اور بنیادی واساسی معلومات سے دماغ خالی اول الذکر حضرات کو میرا یہ مشورہ ہے کہ وقت کی نزاکت کو پہچانیں اپنی ذمہ داریوں پر غائر نظر ڈالیں خصوصًا آج جبکہ ہندوستان کا ہر آزاد خیال لیڈر اپنی کامیابی کی جھلک صرف آپ کے فنا کرنے میں پاتا ہے۔ اس لئے آپ کی ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے اور اگر دوراول کی طرح آپنے بھی اپنی زندگی جہاد

فی سبیل اللہ کے لئے وقف کردی تو بہت تھوڑے دنوں میں ہندوستان کی سیاست بدل سکتی ہے اور مخالفت کے تمام بادل اپنے آپ ہی چھنٹ جائیں گے۔ ہاں صبر و قناعت تحمل و برداشت جو اصحاب صفہ کا خاصہ تھا۔ اگر آپ نے بھی اپنے اندر پیدا کرلی تو سب کچھ ممکن ہے۔ ورنہ وہ زمانہ دور نہیں جبکہ آپ کا نام لینے والا بھی مجرم قرار پائیگا۔ جس کے آثار و علامات ابھی سے نمودار ہو رہے ہیں۔ ثانی الذکر حضرات کی بارگاہ عالی میں گذارش ہے کہ ہنگامہ پرستی چھوڑ دیں۔ ہر چیز کا مغز کارآمد ہوتا ہے۔ لہٰذا سطحی امور میں جو مثل پوست ہیں ان میں بیہودہ مغز کاوی گوارا نہ فرمائیں۔

عامیاں بینند چرم و پوست را
عاقلاں بینند روئے دوست را

آپ کے ضرورت سے زائد اخباری مشاغل آپکو اصلی مقصد سے باز رکھ رہے ہیں۔ مذہبی مسائل اور تعلیمی کورس سے دلچسپی پیدا کیجئے۔ مولانائے رومی کے اس شعر کے مصداق بننے کی کوشش کیجئے

ما بروں را ننگریم و قال را
ما دروں را بنگریم و حال را

میں نہیں کہہ سکتا ہوں کہ میری یہ چند سطریں قبول کی جائیں گی یا دیوار پر مار دی جائیں گی۔

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن است و بس
دربند آں مباش کہ نشنید یا شنید

درخواست

آپ کی طلب پر یا دفتر کی جانب سے اگر نمونہ کے طور پر رسالہ پہنچے تو رسالہ کے اغراض و مقاصد کا لحاظ فرماتے ہوئے درخواست یہی ہے کہ آپ ایک روپیہ کا منی آرڈر بابت خریداری رسالہ ارسال فرمائیں۔ اور اگر خدا نخواستہ یہ نہ کرسکیں تو دفتر کو ایک کارڈ تحریر فرما کر ممانعت کر دیں۔ تاکہ رسالہ کا وی۔پی نہ کیا جائے۔ جناب کی طرف سے اطلاع نہ ملنے پر وی پی کیا جائے تو اسکو وصول کرنا جناب کا اخلاقی فرض ہوگا۔

نیازمند منیجر رسالہ قائد۔ مرادآباد محلہ فیلخانہ (یو۔پی)

مدوجزرِ علم و علماء

اکابرِ دین کے سبق آموز حالات

(مولانا فیض الرحمٰن صاحب مئوی اعظمی متعلم دار العلوم دیوبند)

نحمدہٗ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم۔ معزز ناظرین۔ اس وقت ہمارے مخاطب اپنے عزیز طلبا ہیں۔ معاف فرمائیں اگر ہماری زبان قلم سے کسی نازک دل کو اذیت پہنچے حقیقت میں ہمارا مقصد کسیکی دل آزاری نہیں بلکہ مطمح نظران خامیوں کا ازالہ ہے جو آجکل ہم میں پیدا ہو گئی ہیں۔ ہماری غرض پستی سے نکالنا ہے۔ جس کی طرف ہماری جماعت جھک رہی ہے۔ ہماری خواہش اس جمود کا ازالہ ہے۔ جو آجکل ہمارے رگ وپے میں جاری وساری ہے۔ ہاں اور ان کج رفتاریوں کا استیصال ہے جن کے ہوتے ہوئے منازل ترقی طے کرنا ایک گونہ محال ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ مایۂ علم اب کیوں کم ہوتا رہا ہے۔ لقب شیخیت وفقہیت کا فقدان کیوں ہو گیا۔ وہ شان وشوکت وہ عزت وافتخار وہ رعب ودبدبہ وہ فضل وکمال کیوں جاتے رہے۔ آج دنیا اس جماعت کو بنظر حقارت کیوں دیکھنے لگی۔ میدان حرص وہوس کا شہسوار۔ و بندۂ سیم وزر کیوں کہا جانے لگا۔ اب دنیا نے کیوں ان کے آستانوں پر جبہ سائی چھوڑدی۔ اب اغیار کیوں درپے تذلیل ہیں۔

معزز ناظرین یہ وہ سوالات ہیں جو کم وبیش ہر قلب میں پیدا ہوتے ہیں۔ میرے سوالات یہیں پر ختم نہیں ہو جاتے۔ مجھے یہ بھی دریافت کرنا ہے کہ وہ علمی برکتیں آج ہم سے کیوں کنارہ کش ہو رہی ہیں۔ جن کے آغوش میں اسلاف پھلے پھولے تھے۔ مجھے یہ بھی معلوم کرنا ہے کہ آج سیبویہ کا ثانی ابو العلاء و ابو جعفر کی نظیر کیوں معدوم ہے۔ ان کا جواب بجز اس کے اور کیا دیا جا سکتا ہے کہ اسلاف جیسی ثابت قدمی ان کی جیسی صداقت وامانت۔ وہ للہیت وحقانیت اب باقی نہیں رہی دامن صداقت ہمارے ہاتھوں سے چھوٹ چکا ہے۔ حرص وطمع نے ہمیں پہچان لیا۔ حق ہے اگر ہماری بربادی اس درجہ پہنچ چکی ہے۔ تعجب نہیں اگر ہمارے علم کا سفینہ ڈوبا چاہتا ہے۔ آیئے تھوڑی دیر ہم اور آپ اپنے کرتوت واعمال کا موازنہ کارنامہ اسلاف سے کریں اور دیکھیں کہ ہمارا شکوہ

کہانتک بجا اور ہماری یہ آہ وزاریاں کہانتک مناسب ہیں۔

بہت سے عبرت آموز قصے ان آنکھوں نے دیکھے، زبان نے پڑھے اور سننے والے کانوں نے سُنے۔ کہ خالق کائنات کسی قوم یا کسی ملک کے ردو بدل کے درپے نہیں ہوتے۔ ان کے عمل کا تلخ ثمرہ نہیں دیتے۔ طوفان وحوادث سے آشنا نہیں بناتے۔ ان کے افعال پر دارو گیر نہیں کرتے۔ مگر جب یہ اپنے فرض منصبی کو بھلا بیٹھتے ہیں۔ رعونت وخود مختاری کا سودا سروں میں سما جاتا ہے۔ اپنے نفوس خبیثہ کے ساتھ خدائی ورسالت کا دعویٰ کرنے پر اتر آتے ہیں۔ تو غیرت خداوندی کو جوش آتا ہے۔ ان کے حشر ونشر سے پہلے۔ ان سے سوال وجواب کے قبل انتقام کی ادنیٰ سی جھلک دکھلا دیتے ہیں۔ جو کبھی قحط سالی۔ کبھی ژالہ باری۔ کبھی آتش فشانی کی صورت میں رونما ہوتا ہے۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اللہ نے کبھی مسلمانوں کو میدان علم وحکمت فضل وکمال کا اعلیٰ شہسوار بنایا تھا۔ جہاں یہ اور علوم میں یکتائے روزگار تھے وہاں احادیث نبوی فرمان باری کے نکات ورموز سے بھی یہی واقف ہوتے تھے

خدا رحمت کرے ان پاک روحوں پر جنہوں نے ترویج علم وتحصیل فن کے لئے تن من دھن سب قربان کردیا۔ گھربار، اعزا، اقربا چھوڑے۔ شوق علم میں صحرانوردی کی۔ دشت پیمائی، فاقہ کشی کی قطعاً پرواہ نہ کی۔ پروانہ وار شمع فضل وکمال پر گرے۔ فیضان علم کو ہم تک پہنچایا۔ مگر وائے برحال ما۔ آج ہم نے ان کے کارناموں کو بھلا دیا جس کا نتیجہ آنکھوں کے سامنے موجود ہے اور مذکورہ بالا آیت کا محمل ہم اور صرف ہم بنے ہوئے ہیں۔

ہم ذیل میں چند واقعات درج کرتے ہیں جن سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکیں گے کہ ان جاننے والوں میں کس درجہ علمی ذوق تھا۔ دامن حق وصداقت کس درجہ مضبوط ہاتھوں سے پکڑے ہوئے تھے۔ افلاس وغربت کی کیسی کیسی بھیانک صورتیں انہوں نے دیکھیں اور کیسی کیسی دشوار گذار وادیوں کو طے کیا۔

افلاس وطالبان علم دور ماضیہ میں بھی افلاس نے مسلمانوں کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ ہمیشہ اس کا دست جور ان کی طرف بڑھتا رہا۔ لیکن اسے معلوم ہوگا کہ ہمیشہ ہماری ہی طرح بزدل اور اُس کی روباہ چالوں سے مرعوب ہونے والے اور اُس کی چیرہ دستیوں سے ہرگاہ پسپا ہونے والے پیدا نہیں ہوئے۔ بلکہ کبھی وہ زمانہ بھی اس نے دیکھا ہے کہ بزرگوں نے خندہ پیشانی کے ساتھ اس کے مظالم

بھٹے ہوئے دامن طلب کو گہر مقصود سے پر کیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ افلاس و تہی دستی دماغی شگفتگی کو پژمردہ کر دینے والی۔ عزم صمیم۔ بلند حوصلگیوں کو پست کر دینے والی ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

آنچہ شیراں را کند روبہ مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

تمناؤں کا خون اور آرزوؤں کو خاکستر کر دینے والی اگر ہے تو یہی ہے۔ لیکن باایں ہمہ انہوں نے اس کے شدائد پر لبیک کہا ہے۔ دنیا نے آنکھوں سے دیکھ لیا۔ کہ حجاج بغدادی کے پاس جبکہ وہ شبابہ کے دہاں تحصیل علم کی غرض سے جا رہے تھے۔ بجز ایک سو کلچیوں کے اور کیا تھا۔ جنکو پیاری ماں نے زاد راہ تجویز کیا تھا۔ اور وہ نصیبہ ور لڑکا جس کا سالن مار دجلہ تھا۔ ایک مدت تک اسپر گذران کرتا رہا۔ روٹیوں کے ختم ہو جانے نے وہاں سے رحلت کرنے پر مجبور کیا۔ کیا زمانہ کو شیخ الاسلام بقی ابن مخلد کا حکایت کردہ واقعہ یاد نہیں۔ جنہوں نے فرمایا تھا کہ میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جو ایام طالب علمی چقندر کے پتے کھا کر اوقات بسر کرتا رہا۔ کیا وہ امام بخاری کا قصہ بھول گیا جنہوں نے مسلسل تین یوم تک جنگلی جڑی بوٹیوں سے تن پروری کی۔ کیا ابو حاتم رازی کا واقعہ اس کے ذہن سے جاتا رہا۔ جو بزبان خود آپ بیتی بیان کرتے ہیں کہ میں زمانہ تعلیم میں چودہ برس بصرہ رہا۔ ایک مرتبہ تنگ دستی با ینجا رسید کہ کپڑے تک فروخت کر ڈالے۔ جب کپڑے بھی نہ رہے تو دو دن تک بھوکا رہا۔ مجبور ہو کر ایک رفیق سے اظہار حال کیا۔ اتفاق سے اس کے پاس ایک اشرفی موجود تھی۔ نصف اس نے مجھکو دی۔ کیا اسکی آنکھیں امام ابن جریر طبری کی طرف سے بند ہیں۔ جنہوں نے تنگی کے سبب اپنے کرتے کی دونوں آستینیں بیچ کھائیں۔ کیا اس کا دست تعدی ابو نصر فارابی کی جانب بڑھنے سے باز رہا۔ جس نے اسے پاسبانوں کے ٹمٹماتے ہوئے چراغ سے کتب بینی پر مجبور کیا۔ یہ سب کچھ ہوا۔ لیکن کیا ان کے راہ عمل میں کچھ رکاوٹیں پیدا ہوئیں۔ کیا ان کا نخل مراد کبھی محتاج ثمر رہا۔ نہیں کبھی نہیں۔ وہ ہمیشہ کامگار و کامراں رہے۔

انہیں کی ذاتیں تو ہیں جنہوں نے آسمان علم و معرفہ میں چار چاند لگا دیے۔

جانشین شیخ الہند سے خطاب

(جناب مولانا محمد عثمان صاحب فخری اعظمی)

ترجمان قوم مسلم بے زبانوں کی زباں
قوم و ملت کے فدائی حریت کے نغمہ خواں
ہادیِ راہ حقیقت اے امیر کارواں
قائم و دائم رکھے حق تجھکو زیرِ آسماں

راہ گم کردہ مسافر کا چراغ طور تو
غمگسار بیکساں ہے، ہمدم رنجور تو

تیری آمد، آمدِ صبح بہار دوستاں
فخر تیری ذات پر کرتا ہے یہ ہندوستاں
قوت باطل تری رفعت کے آگے نیم جاں
تیری ہیبت سے غلامی لے رہی ہے سسکیاں

سختیاں مذہب کی خاطر جھیلتا رہتا ہے تو
ان مخالف طاقتوں سے کھیلتا رہتا ہے تو

خدمت خلق خدا میں رات دن رہتا ہے تو
سختیوں پر سختیاں ہر آئے دن سہتا ہے تو
پھر بھی راہ حق سے ذرہ بھر نہیں ہٹتا ہے تو
مرد میداں کی طرح حق بات پر ڈٹتا ہے تو

کیوں نہ ہو دنیا کے گوشوں میں ترا سکہ رواں
حوصلہ کی داد دیتا ہے ترے سارا جہاں

توحید کا لہلہاتا پودا

خلیل اکبر اور آتش نمرود

از مولانا ابو سعید محمد ادریس صاحب بھاگلپوری

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

دنیا نے صدہا مرتبہ توحید کے علمبردار نوجوانوں کا مقابلہ کیا، کفر و شرک کی باطل طاقت بار ہا اپنی کوہ شکن ٹکروں سے عمارت توحید کو مسمار و چکنا چور کر دینے پر تیار ہوئی۔ مگر...... ہر صدی ہر زمانہ، ہر وقت، ہر لحظہ میں بادۂ وحدت کے سرشاروں نے کلہ بہ کلہ جواب دیا، اور اٹل سے اٹل، کرخت سے کرخت باطل کا مقابلہ کیا کہ فراعنہ و نمارده کی ساری طاقتیں و قوتیں یا تو غرق دریائے نیل ہوئیں، یا مچھروں کی ٹڈی دل فوج نے موج دریا کی طرح تھپیڑے مار مار کر آغوش خاک میں سلا دیں۔

ابو البشر کو دنیا سے گئے ہوئے صدیاں گذر چکی تھیں لا معبود الا اللہ، لا مقصود الا اللہ۔ لا مسجود الا اللہ۔ لا موجود الا اللہ کی تمامی انجمنیں، پارلیمنٹیں سرد ہو چکی تھیں۔ وحدت و یکتائی کے پرستار کا وجود دنیائے معمورہ میں شاید کہیں اکا دکا پایا جاتا ہو جدھر دیکھو ادھر سے باطل کی جگر خراش صدائیں آرہی تھیں، باطل کی طاقتیں بار بار گھور گھور توحید کو دیکھتیں اور مسکراتیں، شیطنت و سالوسیت کا دور دورہ ہو رہا تھا، دسیسیت و خبیثیت اپنا قبضہ جماتی جارہی تھی۔ مشرکانہ و ملحدانہ رسومات برتے جارہے تھے۔ توہمات اور باطل کا ہر طرف غلبہ تھا۔ انا ربکم الاعلیٰ کا ایک شور اور غلغلہ تھا۔ اگر آدم علیہ الصلوۃ والسلام کے لہلہاتے پودے (یٰقوم اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ) آگے اور پنپتے، تو کفر و الحاد کا ایک امنڈتا ہوا سیلاب غراتا ہوا آتا اور اپنے سنگیں تھپیڑوں سے مار مار کر سیکڑوں کوس دور پھینک دیتا۔ آدم ثانی کی مسلسل ساڑھے نو سو برس کی تعلیمات محض سلسلہ توحید ربانی اور تعلق بوجہ اللہ کیا دنیاوی زندگی میں ایک زبردست انقلاب و رنگا رنگ جہان پیدا کر دینے والی نہ تھیں؟ تھیں اور ضرور تھیں۔ مگر جانتے ہو انکی بیوفا اور ناپید اقوم نے بے خوف خطر آدم کے نور چشم کی اس مقدس تعلیم کو کس طرح ٹھکرا یا اور کیسی جیں بجبیں ہوئی

نوح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) چلاتے تھے، گرجتے تھے۔ للکارتے تھے کہ سنو! تمہاری فلاح وبہبودی اسیمیں ہے کہ تم اپنے قلوب بے زنگ کفر کو توحید کی تعلیم سے مصقل کرو۔ دھمکاتے تھے ڈراتے رہتے ——— تھے کہ سنو! تمہاری فتح وفیروزی اس میں ہے کہ تم اپنے معبودان باطل کو چھوڑ کر حق پرستی و توحید پرستی اختیار کرو۔ آخر انجام کیا ہوا؟ کیا نوح کو کامیابی ہوئی؟ نہیں۔ ...... اگر ہوئی بھی تو بہت کم قرآن شاہد ہے وما اٰمن معہ الا قلیل صرف "تھوڑے لوگ توحید کے شیدائی ہوئے"

آدم کا لاڈلا فرزند جب دنیا سے روانہ ہوتا ہے تو پھر دنیا توحید کی تجلیوں سے محروم ہو جاتی ہے اور سراسر باطل پرستی کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ توحید کے پرستار اکتے دکتے میدان عمل میں آتے ہیں اور دنیا کے سامنے ابو البشر اور ابن آدم کی تعلیمات و ملفوظات اور داستان وحدت کو پیش کرتے ہیں اور للکار للکار کر قادر و توانا کی توحید سناتے ہیں۔ جہاںتک ان حق پرست، بت شکن نوجوانوں کی دل ہلا دینے والی صدائیں جاتی ہیں، گالیوں اور تالیوں سے استقبال کیا جاتا ہے۔ ہنستے ہیں، مسکراتے ہیں، عقائد باطلہ کے گرویدہ ادیان مظلمہ کے شیفتہ ودلدادہ توحید کی مختصر سی جماعت دیکھکر چہ میگوئیاں کر رہے ہیں۔

غرضیکہ توحید کے نقوش دنیا کے صفحہ قلوب سے بالکل مٹ چکے تھے، کوئی حق وصداقت کا پرچم لہرانے والا نہیں۔ کوئی نغمۂ توحید سُریلی نے میں الاپنے والا نہیں۔ جو فضائے آسمانی میں گونج کر باطل کی سر بفلک عمارتوں میں ایک ہیجان برپا کر دے۔ ہر جگہ انسانیت کی سخت توہین و تذلیل ہو رہی تھی، کائنات کا کوئی پتلہ ایسا نہیں تھا جو کفر و شرک کی تاریکیوں میں محبوس نہ ہو۔ شرک و الحاد کی جھما جھم بارشوں میں نہ بھیگ رہا ہو، احکام خداوندی پاؤں سے ٹھکرا ٹھکرا کر نیست و نابود کر دینے کے لئے سر توڑ پیہم جدوجہد نہ کر رہا ہو۔ ہاں! ——— یہی بنی نوع اپنے مقدس اور متبرک سروں کو بیجان مورتیوں کے سامنے جھکا رہے تھے۔ یہی انسان بت پرستی و ستارہ پرستی میں مشغول تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ انسان حقیقی معنی میں اپنے حقیقی معبود سے برگشتہ ہو چکے تھے، بجائے اس کے کہ مسجدوں میں سر جھکائیں، مندروں، کلیساؤں اور گرجاؤں میں ڈیڑھ ڈیڑھ بالشت پتھریلے بُت کے سامنے "لبیک لبیک" کی صدائیں پیہم لگا رہے تھے۔ اس کے خیال میں اگر کسی کو طاقت تھی منچلی موجوں پر گرویدہ ہوتا تھا اگر کوئی رامچندر کا متوالا تھا تو کوئی سری کرشن کا مالا جپ رہا تھا۔ اگر ایک توہمات کے خیالی قلعہ میں بند تھا تو دوسرا اس سے بڑھا چڑھا تھا۔ کوئی کسی خاص معبود نہ تھا۔ جو شئے جس کے خیال میں بچ گئی، معبودیت سے نسبت دیکر دن رات اُسکی پوجا پاٹ

کرنے لگا۔ بتوں سے منتیں اور مرادیں مانگی جارہی تھیں۔ ان کے نام بھینٹ قربانی کی جارہی تھی۔ پھول پتیاں چڑھائی جارہی تھیں۔ اُن کے سامنے ڈنڈوت کرتے تھے۔ ربنا سے بنا کھکر مٹی کی مورتیوں اور دیویوں سے مرادیں مانگ رہے تھے۔ گھنٹہ اور ناقوس بجا بجاکر سرگرمی عبادت کا ثبوت دیتے تھے۔

ٹھیک ایسے وقت جبکہ دنیا ہر طرح بیہوش ہو چکی تھی، وحدت و یکتائی بالکل دور اور یکلخت دور ہو چکی تھی کہ پہاڑ کی تنگ و تاریک غار سے ایک نوجوان دل موہنے اور لبھا لینے والا بانکپن دکھاتا ہوا باہر آیا۔ اور دیکھو غور سے دیکھو! رات کا وقت ہے مگر معبود کی تلاش۔ سوچتا اور بار بار غور کرتا ہے کہ آخر اس کائنات کا خالق کون ہے۔ اسی دُھن میں رات کی نکھری ہوئی چاندنی پر نظر پڑتی ہے تو بے تابانہ، والہانہ انداز میں کہنے لگتا ہے کہ "ھذا ربی" لیکن اس چمکنے والے چاند کی نکھری ہوئی چاندنی صبح ہوتے ہی جب معدوم ہو جاتی ہے تو بے ساختہ "لا احب الآفلین" اور "لئن لم یھدنی ربی لاکونن من القوم الضالین" کہہ کر اپنے عقیدہ کو ردی کے ٹوکرے میں ڈالکر آگے روانہ ہوتا ہے۔ اچانک آفتاب عالمتاب کو دیکھ کر چلا اٹھتا ہے کہ "ھذا ربی ھذا اکبر" یہ تو ضرور میرا معبود ہے، اسی کے دم قدم سے کل کائنات عالم وجود میں ہے کوکب قمر اور جگمگاتے ہوئے روشن ستارے کا خالق یہی خاور ہے۔ اس کی روشنی تمام عالم پر پڑ رہی ہے۔ آنکھیں خیرہ و چکاچوند شعاع ہے کہ سنہرے زریں تار، عجیب دلکش اور کیا ہی اچھا حسن عالم افروز ہے ـــ لیکن جب اس نے بھی ہو فانی کی اور افول و غروب کا نقاب منہ پر کھینچ لیا تو بے اختیار چونکا، اور بلبلا کر "یٰقوم انی بریٔ مما تشرکون" اور درد بھری آواز میں کہنے لگا "انی وجھت وجھی للذی فطر السمٰوٰت والارض حنیفا وما انا من المشرکین" میرا خدا تو وہ ہے جو سب کا مالک و خالق ہے وہ ان چیزوں کی طرح افل و معدوم ہونے والا نہیں۔ ان میں سے کسیکو اپنا رب ماننا، معبود بنانا سراسر "خسر الدنیا والاخرۃ" کا مصداق ہونا ہے۔ قدرت اس بصیرت افروز خطبے کو سُنکر کھل کھلا کر ہنس پڑی اور کہا جاؤ۔ میں نے تمہیں اس کے صلے میں پیغمبری عطا کی، تو میرا رسول ہے۔ میرا پیغام اپنی قوم کے سامنے پہنچا۔ موحد اعظم جاتا ہے اور توحید سے سرشار ہو کر یوں گہر افشاں ہوتا ہے "أتتخذ اصناما آلھۃ انی اراک وقومک فی ضلل مبین"

شرک و بدعت کے حامی و مددگار، کفر و الحاد کے پرستار سنتے ہی بلبلا اٹھے اور آنے والے نوجوان (علیہ الصلوۃ والسلام) کو غیض و غضب اور خشم آلود نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جاؤ جاؤ

ایسے مجنونوں کی، تو کون سنے، نادیدہ خدا اور بالکل ہی لاپتہ معبود پر کون ایمان لائے۔ تمہارا خدا تم سے خود ہی پوشیدہ ہے۔ مگر—— دیکھو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ وہ صاحب تخت و تاج ہے ہمارے سر اس کے آگے روزانہ جھکتے ہیں، وہ ہمیں ہر وقت خوش و خرم رکھتا ہے جس نے اس کے حکموں کو مانا اور مطیع و منقاد رہا۔ اس کی زندگی، زندگی تصور کی جاتی ہے، اور اسے جواہرات کے لامحدود و بے شمار ٹکڑوں سے محظوظ کیا جاتا ہے۔ مگر بخلاف اس کے اگر کسی نے اس کی پرستش سے روگردانی کی اور حقارت آمیز نگاہوں سے دیکھا، تو نمرود کی آتشیں نگاہیں اسے ایک بار گھور کر دیکھتی ہیں اور فیل مست کی طرح اپنی جگہ سے اٹھتا ہے اور اس کے ایک ہی اشارہ میں وہ سرکش انسان موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔

موحد اعظم یا بت شکن فولاد نمرود کے بھرے دربار میں آ دھمکتا ہے، اور باطل کی سنگین دیوار میں ایک کوہ شکن ٹکر مار کر رعد کی طرح کڑکتے ہوئے ادمغۂ باطلہ کو دوبارہ مخاطب کرتا ہے کہ اے خدائے واحد کے نافرمانو! سن لو اور خوب غور سے سُن لو الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولٰئک لھم الامن وھم مھتدون " تم کیوں اپنی ہستی کو برباد کر رہے ہو۔ ہوش میں آؤ، آنکھیں پھاڑ کر دیکھو، غفلت سے جاگو، یہ تمہارے کرم اچھے نہیں۔ میں خدائے وحدہ لاشریک کا پیغامبر بنا کر تمہارے پاس بھیجا گیا ہوں اور تمہیں تمہارے افعال و کردار سی کردار سے خبردار کرنے آیا ہوں کہ تم نے جس چیز کو اپنا معبود بنایا ہے اور جس پر تم روزانہ عقیدت و نیاز مندی کے پھول نچھاور کرتے ہوئے وہ سراسر بے حس و حرکت مورتی ہے، وہ ایک تراشیدہ و خراشیدہ پتھر کا ٹکڑا ہے جس کی ایک کامل انسان کی نظروں میں کوئی وقعت و حرمت نہیں اور ہاں—— اے باطل پرستو! یہ نمرود! ارے یہ عفریت نما انسان جس کے سامنے تم اپنے مقدس سروں کو جھکاتے اور ٹیکتے ہو۔ وہ تم ہی جیسا انسان ہے، جیسے تم پیدا ہوئے اسی طرح اس کی بھی پیدائش ہے، نفع و ضرر کا مالک تو خدا ہے۔ ہوش میں آؤ۔

او نافرمان نمرود! تو کس برتے پر خدائی کا دم بھرتا ہے۔ کیا اس سلطنت کے غرہ پر؟ کیا اپنی دولت و حشمت کے بھروسہ پر؟ کیا اپنی ٹڈی دل فوج کے سہارے پر؟ یاد رکھ اس عجب و تکبر کا بہت برا نتیجہ ہوگا، موت کی برق جب آڑی ترچھی تیرے سر پر گرے گی تو خرمن ہستی کو جلا کر ہی چھوڑے گی۔ دم کی دم میں، پل کی پل میں تیری سلطنت کے پرخچے اڑ جائیں گے، او مغرور انسان سُن! اور غور سے سُن ربی الذی یحیی و یمیت " میرا رب تو مُردوں کو جلاتا اور زندوں کو موت

دیتا ہے، وہ قادر قیوم حی لایموت ہے۔ اس کے قبضۂ قدرت میں تمام کائنات کی جان ہے۔

نمرود یہ سنتے ہی بلبلا اٹھا، اور ... تلملا کر انا احیی و امیت کا نعرہ بلند کیا۔ ادھر نمرود کا یہ کہنا تھا کہ موحد اعظم شیر کی طرح بپھر اٹھا ... اے سرکش انسان! ان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بہا من المغرب اگر تو واقعی ا... پنے قول کا سچا ہے اور تیری باتیں صداقت و حقانیت کی جھلک لئے ہوئی ہیں تو آج سورج کو بجائے ... شرق کے مغرب سے نکال کر دکھادے " فبہت الذی کفر مبہوت اور بھونچکا ہو کر سراسیمہ ... بت بن گئے۔ سر جھکا لیا۔ آنکھیں خجالت سے پتھرا گئیں۔ پھر کیا پوچھنا تھا۔ سیدنا ابراہیم علیہ ال... صلوٰۃ والسلام کے ایمانی جذبات آگ کی طرح بھڑک اٹھے۔ اور رگہائے حمیت حرارت سے پھڑکنے لگ... ہیں۔ موقع پاتے ہی للکار کر بولے۔ افلا تعبدون من دون اللہ مالا ینفعکم شیئا و... لا یضرکم" بیوقوفو! آخر تمہاری یہ کیا حرکتیں ہیں ؟ اف لکم و ما تعبدون من دون اللہ ا... لا تعقلون۔ افسوس! تف ہو تم پر اور تمہارے معبودان باطل پر کیا تمکو اتنی بھی سمجھ نہیں ؟ ـــ تو... حید کے شیدائی کی آواز بھلا باطل کے پرستار کب سن سکتے تھے۔ تن بدن میں آگ کی لہر... دوڑ گئی۔ غ... صہ میں بلبلا اٹھے۔ اور سب کے سب ایک زبان ہو کر کہنے لگے۔ حرقوہ وانصروا الھتکم ان ... نتم فاعلین" کھڑے کیا دیکھتے ہو اس مجرم سرشار وحدت کو جلا دو۔ اور اپنے بتوں کی مدد کر... و۔ اگر تم لوگوں میں واقعی کچھ حمیت و شرافت ہے ـــ دیکھو یہ کیسا وقت ہے آگ کے الاؤ کیسے دہک رہے ہیں۔ جس کی للٹیں قندیل فلک سے باتیں کر رہی ہیں، مخلوق کسی کو پکڑ کر آگ میں د... ھکیلنے جا رہی ہے۔ ہائے کیا اچھا خوبصورت نوجوان ہے، نہ معلوم کس خطا کی پاداش ہے، ارے ارے ... یہ تو وہی توحید پرست نوجوان ہے جو ابھی ابھی سرکش نمرود کی گوشمالی کر رہا تھا، آہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ او بے رحم انسان! ایسے خوبصورت نوجوان کو جس کا ظاہر و باطن اچھا آگ میں ... مت ڈال، دیکھ خدا سے ڈر، وہ دیکھ آسمانی فوجیں مسلح تجھے غضب آلود نگاہوں سے گھور رہی ہیں۔ حور یں ... گوس رہی ہیں۔ دنیا کی تمام روح کی لعنت و ملامت کی تجھ پر بوچھار ہے، اف ۔ ۔ ۔ ۔ ظالموں! آ... ہ تم نے آگ میں ڈال ہی دیا۔ ـــ الٰہی اپنے پرستار کو بچانا ـــ خدا ... واحد کا سچا پجاری جوں ہی اس آگ ... میں جاتا ہے کہ ایک دل ہلا دینے والی صدا غیب سے آتی ہے یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراہیم" دہکتے ہوئے انگارے اور بھڑکتے ہوئے شعلے گل و ریحان سے مبدل ہو جاتے ہیں۔ اور وہ الاؤ جس ... میں اگر ساری بستی ڈالدی جاتی تو اس میں شک نہیں کہ دم کی دم میں خاک کا تودا نظر آتا۔ مگر دیکھو ا... سکی جگہ کیا اچھا خوشنما ہے اور توحید کا متوالا ابراہیم ... بے کھٹکے خراماں سیر کر رہا ہے۔ اللہ اللہ یہ توحید کا نشہ ... وحدت کا خمار

فاعتبروا یا اولی الابصار

تاریخ ہند کے خونی افسانے

(۲)

ذیل کا مضمون حصہ چہارم "شاندار ماضی"[۱] کے ایک باب کا حصہ ہے۔

۲- اعتراض کہا گیا ہے کہ ۵۷ء کے مجاہدین نے عورتوں اور بچوں کو بیدردی سے قتل کیا۔ اس سلسلہ میں دہلی اور کانپور کا خاص طور سے ذکر کیا جاتا ہے۔ مگر ہمارے خیال میں دونوں افتراء اور بہتان ہیں۔ جس طرح سراج الدولہ کے زمانہ کا "بلیک ہال" صرف ایک افسانہ تھا۔ جو اس لئے تراشا گیا تھا کہ گورنمنٹ برطانیہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی امداد کی طرف متوجہ ہو۔ اسی طرح میموں اور بچوں کے قتل کے افسانے صرف اس لئے گھڑے گئے تاکہ انگریزی مظالم کی لوگ فریاد نہ کر سکیں۔

مصنف بغاوت ہند نے اپنی کتاب ایسے زمانہ میں لکھی تھی۔ جبکہ خوشامد اور چاپلوسی کے سوا ایک جملہ کی اشاعت بھی نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ دہلی کے واقعات میں قتل و غارت کے واقعات کو لکھنے کے بعد لکھتا ہے

سب صاحبوں نے اپنے اپنے رومال باندھ کر ہر ایک میم کو ان کے ذریعہ سے دیوار شہر پناہ پر چڑھا دیا۔ اور پھر خندق میں اتار دیا۔ پھر دوبارہ ان ہی رومالوں کے ذریعہ سے خندق سے نکال لیا۔ وہاں سے وہ سب بجانب دریا روانہ ہو گئے۔ ہر قدم پر یہ خیال تھا کہ اب مفسد آئے اور اب ہم کو مار ڈالا۔ مگر نہایت تعجب ہے کہ مفسدین نے ان کا تعاقب قطعاً نہیں کیا اور نہ اس وقت مارا جبکہ وہ خندق میں اتارے جا رہے تھے ص ۵

کانپور کے تمام افسانے کا ثبوت کچھ پرچے ہیں۔ جو مقتول میموں کے خون آلود لباس سے برآمد ہوئے تھے۔

ایک پرچہ میں تھا:-

---

۱ یہ کتاب زیر طبع ہے تقریباً نو سو صفحات پر مشتمل ہو گی دو قسم کے کاغذ پر طبع کیجا رہی ہے۔ قسم اول کی قیمت سے؍ قسم دوم کی قیمت عا؍ نصف قیمت پیشگی جمع کرانے پر محصول معاف جو حضرات ڈاک سے نہ منگائیں ان سے ایک چوتھائی قیمت کم کردی جائیگی

۱۲ جون۔	ماما یعنی والدہ مر گئی	یکم جون	چچا ویلی مر گیا
۹۔ ؍؍	ایلسی جاں بحق ہوئی	۱۷۔ ؍؍	خالہ لسلی نے جاں بحق تسلیم کی
۲۷۔ ؍؍	جورج نے جاں دیدی	۲۷ ؍؍	بارگوں سے نکلے اور جب
۲۱۔ ؍؍	بارگوں میں گئے۔		در پر پہنچے تو فوراً قید ہو گئے
۵۔ ؍؍	رسالہ بھاگ گیا		صـ ۱۳۸ (بغاوت ہند)

دوسرا پرچہ:۔

۲۱۔ مئی۔ بارگوں میں گئے۔ ۵ رجون ۲ بجے صبح سواران رسالہ دوم نے فساد شروع کیا۔ اور دن میں باقی رجمنٹہائے ہندوستانی بھی چلی گئیں۔ دوسرے روز صبح کے وقت ہم سب بارگوں کے سامنے بیٹھے تھے کہ ایک گولا چوبیس پنی توپ کا آکر مورچوں میں لگا۔ پھر ۲۵ جون تک متواتر گولہ باری ہوتی رہی۔ اس تاریخ کو دشمن نے جنرل ویلر صاحب کے سامنے شرطیں پیش کیں جنرل صاحب نے ان کو منظور کیا۔ ۲۷ رکو ہم سب نے بارگوں کو چھوڑا۔ اور الہ آباد براہ دریا جانے کے لئے لب دریا گئے۔ جب ہم دریا پر پہنچے تو دشمن نے گولہ باری شروع کر دی اور تمام انگریزوں کو اور تھوڑی سی میم لوگوں کو مار ڈالا۔ اور کشتیوں کو جلا دیا۔ تھوڑے سے آدمی ڈوب گئے اور ہم گرفتار ہو کر ایک مکان میں یکجا قید کئے گئے۔ صـ ۱۳۸ صـ ۱۳۹

پہلے پرچہ میں شرائط کا کوئی تذکرہ نہیں۔ دوسرے میں غدر اور دھوکے کا کچھ ذکر نہیں مگر اس واقعہ پر یہ حاشیہ چڑھایا گیا کہ "کانپور میں انگریز مرد اور عورت بچے۔ تقریباً سات سو تھے۔ جنرل "ویلر" صاحب نے ان ساڑھے سات سو انگریز مردوں بچوں عورتوں کو مع دیگر ہمراہیاں۔ ایک جگہ پر مورچہ قائم کر کے انکی حفاظت میں رکھا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ رسد ختم ہو گئی۔ اور سخت پریشانی اٹھانی پڑی اس وقت نانا صاحب نے از خود پیغام صلح بھیجکر اُن سے اس شرط پر صلح کی کہ کشتیوں میں بٹھا دیا جائے گا۔ کہ وہ لوگ الہ آباد پہنچ جائیں۔ چنانچہ تیس کشتیاں منگا کر دریا پر کھڑی کی گئیں۔ جب وہ سوار ہو رہے تھے اور تقریباً ۱۰۸ عورتیں اور بچے باقی رہ گئے تھے اس وقت غداری کی۔ عورتوں کو گرفتار کر لیا۔ اور ملاحوں نے پھونس کی ٹٹیوں کو جو کشتیوں پر تھیں آگ لگا دی۔ گولہ باری اور فیر کنارے پر سے شروع ہو گیا۔ دو کشتیاں آگے نکل گئی تھیں جن میں سے ایک پھر وہیں تباہ ہو گئی۔ ایک باقی بچی جسکو آگے جا کر نانا صاحب کی فوج نے گھیر لیا اور پھر اُس میں سے صرف چار آدمی بچکر الہ آباد پہنچے۔ اور پھر گرفتار شدگان کو بھی کچھ دنوں بعد قتل کر کے ایک

لیکن "بغاوت" کے بیان کے ۔ ہو جب بھی پورے واقعہ کا خیال کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ

(الف) جنرل وہلر نے جو جگہ مورچہ کی منتخب کی تھی وہ بالکل غیر محفوظ تھی۔ مورچہ بھی ٹھیک طرح سے قائم نہو سکا۔ پانی ملنا مشکل تھا۔ کوان گولوں کے بالکل سامنے تھا۔ جب کوئی جاتا۔ اسپر گولہ آکر لگتا اور اور وہیں ختم ہو جاتا"

(ب) رسد ختم ہو گئی تھی۔ ۲۶ جون تک سو نفر مر چکے تھے۔ بہت سی میمیں پاگل ہو گئی تھیں۔

(ج) رسد اور پانی نہ ملنے کے باعث بہت سے آدمی وہیں ختم ہو گئے تھے۔

(د) خوراک ایک مقام سے دوسرے مقام تک دن کو نہیں پہنچ سکتی تھی اور رات کے وقت لاشیں اٹھا کر رسوم تدفین ادا کئے بغیر کنویں میں ڈالدی جاتی تھیں۔

ان تمام حالات کے ہوتے ہوئے قیاس میں نہیں آتا کہ نانا صاحب نے ازخود صلح کا پیغام بھیجا ہو بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ انگریز اپنی شکست محسوس کر کے دریا کے راستہ سے الہ آباد بھاگے۔ جو راستہ میں ختم کر دیئے گئے"

مگر چونکہ جنرل وہلر کی غلطی کو چھپانا اور نانا صاحب کو بدنام کرنا مقصود تھا تاکہ انگریزی بے پناہ مظالم کے لیئے وجہ نکل سکے۔ اس لیئے تمام افسانہ کو گھڑا گیا۔ اور اس کے لیئے ثبوت تیار کیا گیا۔ اگر بالفرض یہ واقعہ ہوا بھی تو جواب کے لیئے آپ مسٹر ایڈورڈ ٹامس کی مندرجہ ذیل عبارت کو ملاحظہ فرمایئے

اگرچہ کانپور کے خونی واقعہ میں تاریخی سنگدلی کا خوفناک طریقہ سے مظاہرہ کیا گیا تھا۔ جو نرم سے نرم الفاظ میں بھی پیش نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن قتل وغارت کے اس ڈرامہ کو سمجھنے کے لیئے ہمیں دو باتوں کا خیال ضرور کرنا چاہیئے۔ اول یہ کہ جنرل ہیویلاک (Havelock) نے باغیوں کو نہایت بے دردی سے پیٹا تھا۔ جس سے فارغ ہو کر وہ شہر میں داخل ہوا تھا۔ اس واقعہ کی خبر سے ایک عام غم وغصہ اور مایوسی کی حالت پیدا ہو گئی تھی۔ دوسرے ہمارے آدمیوں نے کانپور پر حملہ کرتے وقت راستہ میں اس قدر شدید مظالم کئے جن سے باغیوں میں بے انتہا اشتعال پیدا ہوا۔ اور نتیجہ میں یہ خونی واقعہ ظہور پذیر ہوا۔ چنانچہ اس واقعہ سے کچھ عرصہ بعد جب اس حادثہ کے متعلق پوری تحقیقات کی گئی تو کوئی بھی ایسا ثبوت نہیں پیش کیا گیا جس سے یہ ثابت ہوتا کہ یہ خوفناک قتل پہلے سے کسی طے شدہ سازش کا نتیجہ تھا۔ دوسری طرف اگر ہم اپنے سپاہیوں کے بے شمار مظالم کو نظرانداز بھی کر دیں تو پھر بھی ہم دو فریق کے حالات پر مکمل غور کرنے کے بعد ہم اس

اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اس معاملہ میں صرف ہندوستانی ہی قتل و خونریزی کے مجرم نہیں تھے۔ بنارس میں بالخصوص جنرل نیل کے حملہ کے وقت جس بیدردی سے قتل عام کیا گیا تھا کیا اس کو درست تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ علاوہ ازیں میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ الہ آباد میں تو بے انتہا انسانوں کو پھانسی کے تختہ پر لٹکایا گیا۔ چنانچہ جب جنرل نیل ان مظالم سے فارغ ہوچکا تو اس نے اپنے ایک میجر کو کانپور روانہ کیا۔ تو اس نے بھی راستہ میں بیباکانہ طریق سے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ حالانکہ ان کا بظاہر کوئی قصور بھی نہیں تھا۔ قتل و غارتگری کی آخری کمی جنرل نیل خود پوری کرتا ہے۔ جب اس کے حکم سے بے گناہ انسانوں کو ایسی شدید تکلیف دے کر جان سے ہلاک کیا گیا کہ ان کے مقابلہ میں ہندوستانی بربریت اور سنگدلی کا ایک بھی واقعہ پیش نہیں کرسکتے۔ سر جارج کیمبل نے ان افواہوں کی بھی تحقیق کی جو غدر کے زمانہ میں نہایت کثرت سے پھیلی ہوئی تھیں کہ باغیوں نے انگریز عورتوں سے بدسلوکی کرکے ان کی عصمت دری کی۔ چنانچہ اسی بنا پر یہ کہا جاتا ہے کہ انگریز افسروں اور سپاہیوں نے اشتعال میں آکر ایسا دردناک انتقام لیا۔ سر جارج کیمبل۔ ان تمام افواہوں اور کہانیوں کی صحت سے بالکل انکار کرتا ہے۔ جس کی تصدیق تقریباً تمام مستند مورخین نے کی ہے سلہ۔

سلہ بغاوت ہند صفحہ ۱۲۳ سلہ۲ انقلاب ۱۸۵۷ء کی تصویر کا دوسرا رخ۔ صفحہ ۴۲

ملفوظات مولانا جلال الدین رومی

(از مولانا حافظ محمد یوسف صاحب انصاری گنگوہی)

بسلسلۂ گذشتہ

سلاطین اور امرار کی صحبت اس لئے موجب خطر نہیں ہے کہ اگر وہ کسی بات پر ناراض ہو جائیں تو جان جانے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ جان تو ایک دن جانی ہے۔ کیا آج کیا کل۔ بلکہ ان کی صحبت اس لئے خطرناک ہے کہ وہ لوگ نفس پرور ہیں ان کا نفس پلکر نہایت قوی اژدہا بن گیا ہے۔ جو شخص ان کی صحبت میں رہے گا۔ اُن سے دعوائے محبت وارتباط کرے گا۔ ان کے مال و دولت سے منتفع ہوگا تو ضروری ہے کہ جائز ناجائز، حق ناحق ان کی ہاں میں ہاں بھی ملائے۔ ان کی بری سے بری رائے اور احکام کو قبول کرے۔ اور چارو ناچار عمل کرے۔ اپنی طمع نفسی اور اُن کی قوت وسطوت کے رعب سے اس میں مخالفت کی مجال نہ ہوگی۔ تو خطرہ اس نقصان کا ہے کہ ان کی صحبت کی وجہ سے اس کا دین برباد ہو جائے گا۔ ہر وقت یہ خیال رہے گا کہ وہ ناخوش نہ ہوں۔ تو طرف ثانی یعنی دین اور عمل سے بیگانہ ہوتا چلا جائے گا جس قدر اس سمت میں تم بڑھو گے اسی قدر سمت محبوب یعنی اعمال صالحہ اور عقبیٰ تجھ سے روگرداں ہوتی جائیں گی۔ جس قدر تو دنیا اور اہل دنیا سے صلح اور آشتی کی کوشش کرے گا۔ عاقبت اُسی قدر تجھ سے ناخوش ہوگی۔ من اعان ظالما سلطہ اللہ علیہ" (جو شخص کسی ظالم کی اعانت کرتا ہے خدا اُسی ظالم کو اُس پر مسلط کر دیتا ہے) چونکہ تو دنیا کی طرف جاتا ہے گویا اُس کی اعانت کرتا ہے۔ اور چونکہ تو اس کی اعانت کرتا ہے خدا دنیا کو تجھ پر مسلط کر دیتا ہے۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ دریا پر پہنچنا اور محض تھوڑے سے پانی یا گھڑا بھر لینے پر قانع ہو جانا۔ دریا میں تو ہزار ہا خزانے ہیں کوئی موتی کوئی اور قیمتی جواہرات دریا سے لاتا ہے۔ محض پانی لے آنے میں کیا کمال ہے اور کیا دانشمندی۔ اس میں کیا فخر کی بات ہے۔ بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ عالم محض جھاگ ہے۔ جیسے پھین آجاتا ہے۔ یہ عالم محض پھین ہے۔ اور علم اولیا آب دریا ہے۔ یعنی اولیا اللہ کا علم تو ایک حقیقت ہے۔ جیسے کہ آب دریا حقیقت ہے لیکن یہ عالم جھاگ یا پھین کی طرح ہے۔ جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ مگر جھاگ میں گوہر کہاں۔ یہ عالم

جھاگ ہے اور اندر سوائے خس و خاشاک کے کچھ بھی نہیں۔ یہ صورتیں جو انواع و اقسام کی نظر آتی ہیں۔ دریا کا تراکم ہوا کا تموج اور دریا کی لہروں سے جھاگ میں عارضی زینت و خوبی آجاتی ہے جو نگاہ کو بھلی معلوم ہوتی ہے کیونکہ زین للناس حب الشھوات من النساء والبنین و القناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث۔ ذلک متاع الحیٰوۃ الدنیا۔

(ترجمہ انسان کو مرغوب چیزوں مثلاً بیویاں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے ڈھیروں ڈھیر اور پلے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی کی محبت خوشنما کر دکھائی گئی ہے۔ یہ سب عارضی ساز و سامان ہے۔ آل عمران) لفظ "زُیِّنَ" سے واضح ہوتا ہے اور خوبصورتی جوہر حقیقی یا واقعی خوبصورتی جوہر حقیقی یا واقعی خوبصورتی نہیں ہے۔ بلکہ خوبی و خوبصورتی مستعار ہے۔ جو دوسری جگہ سے عاریتاً آئی ہے۔ جیسے کسی چیز پر ملمع کر دیا گیا ہو۔ لہٰذا آیت کے یہ معنے ہوئے۔ کہ یہ دنیا تو محض پیچ ہے۔ جس کی نہ قدر ہے نہ قیمت۔ ہم نے اس کو ملمع کر دیا ہے۔ اس لئے بظاہر خوبصورت ہے۔ اندر کچھ بھی نہیں۔ آدمی اصطرلاب حق ہے۔ اصطرلاب وہ آلہ ہے جس سے نجومی یا علمار ہیئت کیفیت افلاک و نجوم معلوم کرتے ہیں۔ لہٰذا اصطرلاب اگر نجومی یا ہیئت داں کے پاس ہے تو کام کا ہے اور مفید ہے اگر کسی بنیے یا کنجڑہ کے پاس ہو تو بیکار ہے۔ وہ اُس سے نہ احوال افلاک معلوم کر سکتا ہے نہ گردش افلاک۔ بروج اور اُن کی تاثیرات یا انقلابات وغیرہ کچھ بھی معلوم نہیں کر سکتا۔ بس اصطرلاب منجم ہی کے لئے مفید ہے کہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ (جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا۔ اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا) جس طرح کہ اصطرلاب سے کیفیات اور احوال افلاک ظاہر ہوتے ہیں اسی طرح انسان سے معرفت حق حاصل ہوتی ہے۔ جیسے کہ اصطرلاب کی علامات۔ نشانات اور اُس کے استعمال کا جاننے والا بذریعہ اصطرلاب احوال افلاک پہچان لیتا ہے آدمی کی کیفیات رموز اور غوامض کا واقف اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے۔ اسی لئے "وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ" (ترجمہ ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی) فرمایا گیا ہے۔ چونکہ انسان کو حق تعالیٰ نے خود عالم۔ عاقل اور واقف رموز بنایا ہے۔ اس لئے وہ اپنے وجود کے اصطرلاب میں ہر لمحہ اور ہر لحظہ تجلی حق اور جمال بے مثل کا معائنہ کرتا ہے۔ اور یہ آئینۂ جمال حق کسی وقت اس جمال سے خالی نہیں رہتا

حق جل شانہ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اپنے کو حکمت۔ معرفت اور کرامات سے ملبوس کئے ہوئے ہیں۔ اور گو اُن کو ہر ایک نگاہ دیکھ نہیں سکتی۔ تاہم وہ بتقاضائے غیرت خود کو چھپاتے ہیں۔ اور یہ

اس علم و معرفت اور کرامت کی عین حفاظت و صیانت ہے۔ بقول متنبی شاعرِ عرب ؎

لبس الوشی لا متجملات

ولکن کی یصن بہ الجمالا

ترجمہ۔ عورتوں نے منقش چادریں افزائش حسن کے لئے نہیں بلکہ اپنے حسن کی حفاظت کیلئے اوڑھ رکھی ہیں۔ (باقی)

تاریخ اشاعت میں تبدیلی

شاہی برقی پریس میں "قائد" کے علاوہ مراد آباد کے تقریباً تمام اخبارات اور ماہنامے بھی چھپتے ہیں۔ کئی پرچوں کی تاریخ اشاعت بھی یہی ہے جو قائد کی ہے۔ مجبوراً قائد کی تاریخ اشاعت بجائے قمری ماہ کی ۱۰ تاریخ انگریزی ماہ کی ۱۵ کر دی گئی ہے۔ اب انشاء اللہ قائد پابندی وقت کے ساتھ شائع ہوا کرے گا

خاص گذارش

جن حضرات کا چندہ ختم ہو گیا ہے اُن کے رسالہ میں یاد دہانی کے لئے اطلاعی چٹ صفحہ اول پر لگا دی گئی ہے۔ مہربانی فرما کر ایسے حضرات جلد از جلد اپنا چندہ خریداری روانہ فرمائیں۔ (منیجر)

علمی افسانہ

مسلسل

یتیم بچہ

خدا نظر کیوں نہیں آتا زمین اور آسمان۔ چاند اور تاروں کی بے بسی۔ اُن کے تغیر و تبدل طلوع وغروب کے عوارض اور اُن کے بلند ہونے اور پست ہونیکے حوادث نے یقظان کو یقین دلا دیا تھا کہ یہ زمین و آسمان کے خالق نہیں۔ اور جب خالق نہیں تو معبود بھی نہیں۔

یقظان نے جب دریا۔ پہاڑ۔ تاروں۔ چاند اور سورج پر ترتیب وار نظر ڈالکر یہ دیکھ لیا کہ جس قدر طاقت زیادہ ہے اُتنا ہی اس کا دیدار نظر کو خیرہ کرتا ہے۔ تو اس کو یہ بھی یقین ہو گیا کہ جس کی طاقت اس تمام کائنات سے بالا ہے۔ اور اتنی بالا۔ اتنی برتر۔ اتنی زیادہ کہ وہ ان کا خالق ہے تو لامحالہ اُس کا دیدار انسانی نگاہ کے ادراک سے بالا اور برتر ہو گا۔ اور اگر کبھی انسانی نگاہ کے سامنے وہ ظہور فرما ہو جائے تو یقیناً یہ نگاہ اپنی ہستی فنا کر بیٹھے گی۔

اُس نے آج مزید غور کیا۔ تو اس کو یہ محسوس ہوا کہ دنیا کی کوئی طاقت بھی انسان کی نظر میں نہیں آتی۔

اُس نے اپنی ذات پر نظر ڈالی۔ اس میں چھونے چکھنے۔ دیکھنے۔ سننے وغیرہ کی طاقت موجود ہے۔ لیکن وہ آجتک کسی طاقت کو بھی نہیں دیکھ سکا۔ اس کے سامنے جو کچھ آتا ہے وہ جسم ہے۔ ہاتھ سے وہ پکڑتا ہے۔ پکڑنے کی طاقت ہاتھ میں ضرور ہے۔ مگر کیا کبھی کسی نے اس طاقت کو اس نے دیکھا۔ کان بیشک نظر آتے ہیں۔ زبان کو پکڑ سکتے ہیں دیکھ سکتے ہیں۔ مگر کیا یہی گوشت کے ٹکڑے ہیں وہ طاقت ہیں جس کی بدولت انسان سنتا اور بولتا۔ یا چکھتا ہے۔

وہ بہت ہی حیران رہگیا۔ جب اس نے غور کیا کہ نگاہ کی طاقت سب سے زیادہ قوی ہے وہ ایک غیر منقسم لمحہ کے اندر لاکھوں میل کے فاصلہ پر آسمان کے تاروں تک پہنچتی ہے اور اور آن کے آن میں واپس ہو جاتی ہے۔

مگر بااین ہمہ وہ خود اپنی زیارت سے محروم ہے۔ حالانکہ وہ خود اُس کی آنکھوں میں ہے

کاش موجودہ زمانہ کا تمدن اُس کے سامنے ہوتا تو واضح طور پر سمجھ لیتا کہ اسٹیم اور برق کے

سیکڑوں جلووں کے باوجود انسانی نگاہ طاقت کے دیکھنے سے محروم ہے۔ ریل کا انجن ہزاروں من وزن کو کھینچ رہا ہے۔ انجن کے پرزے سامنے ہیں بھاپ اور آگ بھی ہم دیکھ رہے ہیں۔ مگر کیا بعینہ بھاپ طاقت ہے۔ یا طاقت اس کے سوا اس بھاپ میں مضمر ہے۔ جو نظر نہیں آتی۔ سیکڑوں ملوں اور کارخانوں کو بجلی چلارہی ہے۔ ہزاروں برقی پنکھے گھوم رہے ہیں۔ لاکھوں قمقمے روشن ہیں۔ بجلی سب میں کارفرما ہے۔ بیشک وہ لطیف مادہ ہے نہایت لطیف۔ مگر کیا کبھی تم نے اس طاقت کو دیکھا جس نے برق کو برق بنایا۔ وائرلیس ریڈیو۔ لاؤڈ اسپیکر شب وروز ہمارے استعمال میں ہے۔ مگر چند کھلونے ہیں جو ہمارے ہاتھوں میں ہیں۔ طاقت کہیں ور ہے

یقظان نے ایک بہت ہی لطیف نتیجہ نکالا۔ کہ کثافت کمزوری ہے اور لطافت طاقت ہے۔ جس قدر لطافت زیادہ ہوگی، اُتنی ہی قوت میں اضافہ ہوگا۔ یعنی اصل طاقت لطیف ہی ہے۔ یا لطافت سراسر طاقت ہے۔ بہرحال اب یقظان کو یقین ہوگیا۔ اور اس کا قلب اس پر مطمئن ہوگیا کہ اس تمام کائنات کا خالق یقیناً ایسی ہستی ہے جو اس تمام کائنات سے بہت بالا اور برتر ہے۔ طاقت اسی کی ہے وہ بے انتہا قدرت کا مالک ہے۔ لہذا اُس کی لطافت بھی بے انتہا ہے اور اسی باعث انسان کی نگاہ جو نظارہ کثافت کی خوگر ہے جس کو لطافت سے خیرگی پیدا ہوتی ہے اُس کے دیدار سے قاصر ہے۔ اور رہے گی۔ تاوقتیکہ اس کا منظر کثافت کے بجائے لطافت نہ ہو۔

ایک مثال نے یقظان کے اطمینان میں اور اضافہ کردیا۔ یعنی اُس کو ان جانوروں کا خیال آیا۔ جن کی نگاہیں آفتاب عالمتاب کی روشنی میں خیرہ رہتی ہیں۔ اور روشنی اُن کی نظر میں شب تاریک ہے۔ اور گھٹا ٹوپ تاریکی اُن کے لئے نور عالمتاب۔

یقظان کو یقین ہوگیا کہ نظر انسانی بھی کسی تاریکی کو نور سمجھے ہوئے ہے۔ اس نے بارہا دیکھا تھا کہ جب کوئی چیز زیادہ تیزی سے گھومتی ہے تو اس کی نگاہ اس کو دیکھنے سے قاصر رہتی ہے۔ مثلاً آجکل کی مثال میں برقی پنکھا جو ہماری میز پر رکھا ہوا ہے۔ جب وہ تیز گھومتا ہے تو اس کے بازو نظر نہیں آتے۔ یقظان کو یقین ہوگیا کہ ہماری نگاہ بہت خطاکار ہے۔ لامحالہ وہ وجود کامل و مکمل کو جو سب سے زیادہ قوی اور سب سے زیادہ لطیف ہے۔ دیکھنے سے اسی طرح خطا کرے گی۔ جیسے چشم شپرہ آفتاب کو دیکھنے سے۔ یا ہماری آنکھ برقی پنکھوں اور تیز گھومنے والی پتلی سلاخوں کے دیکھنے سے۔ ایک سوال یہ پیدا ہوا کہ قدرت اور لطافت کا تعلق خدا سے کیا ہوگا۔ آیا خدا عین طاقت و قدرت ہے یا طاقت و قدرت ذات خدا کے علاوہ اُس کے اوصاف ہیں۔

اس سوال کے پیدا ہوتے ہی نورِ آفتاب کا تصور اُس کے سامنے آ گیا۔ یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ آفتاب عین نور یا نور عین آفتاب ہے۔ اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ آفتاب اور نور جدا جدا دو چیزیں ہیں۔

بہر حال اب یقظان کا فیصلہ یہ تھا کہ اس تمام کائنات کا خالق کوئی ایسی ذات ہے۔ جو سرا سر قدرت۔ پیکر لطافت ہے۔ اور وہ نہایت حکیم۔ اعلیٰ مدبر۔ عالم اور دانا ہے جس نے اس تمام کائنات کو بہترین نمونہ پر پیدا کیا۔ اور اس کے اس عجیب و غریب نظام کو سنبھالے ہوئے۔

اب اس کے سامنے ایک دوسرا سوال آیا۔ کہ اُس خدا ر قادر و حکیم و دانا نے انسان کو کیوں پیدا کیا۔ اس کی پیدائش کا مقصود کیا ہے۔ وہ اس سے کیا چاہتا ہے۔ مگر افسوس ان تمام چیزوں کو وہ اپنی عقل سے نہ معلوم کر سکا۔ اس کے لئے اُس نے ضرورت محسوس کی کہ بذاتِ خود خدا سے ملاقات ہو۔ یا اُس کے کسی فرستادہ سے۔ یا کوئی اُس کا پیغام اس کے سامنے ہو جس سے وہ خدا کی مرضی اور اُس کے ارادہ کو معلوم کرے کہ اُس نے انسان کو کیوں پیدا کیا اور اُس سے کیا چاہتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

المختار للفتوى

والاستنجاء سُنّة[ع] من كل ما يخرج من السبيلين الا الريح - ويجوز بالحجر وما يقوم مقامه يمسحه حتى يُنقيه[ف] والغسل افضل - فاذا تعدت النجاسة المخرج لم يجز الا الغسل - ولا يستنجي بيمينه ولا بطعام ولا روث ولا عظم - ويكره استقبال القبلة و استدبارها في الخلاء

كتاب الصلوٰة

وقت الفجر اذا طلع الفجر الثاني المعترض الى طلوع الشمس - ووقت الظهر من زوال الشمس الى ان يبلغ الظل مثليه[مع] سوى فئ الزوال فيدخل وقت العصر حتى تغيب الشمس فيدخل وقت المغرب حتى يغيب[ف] الشفق الابيض[مع] فيدخل وقت العشاء و الوتر[م] حتى يطلع الفجر - ويقدم العشاء على الوتر -

---

استنجا ہر اس چیز سے مسنون ہے جو سبیلین (پیشاب و پاخانہ کے مقام) سے خارج ہو - مگر ریاح کے خروج سے استنجا نہیں - اور پتھر اور ایسی چیز سے جو پتھر کا کام دے سکے استنجا ہو سکتا ہے - اسطرح پونچھے کہ غلاظت صاف کر دے اور دھونا افضل ہے پھر[لہ] اگر نجاست مخرج "(پلیدی خارج ہونے کی جگہ) سے آگے بڑھ جائے تو اب صرف دھونا ہی جائز ہے - داہنے ہاتھ سے کھانے سے - لید[ٹ] سے اور ہڈی سے استنجا نہ کرے - اور پاخانہ میں قبلہ کی طرف منہ کرنا اور پشت کرنا مکروہ ہے -

کتابُ الصلوٰۃ

فجر کا وقت اسوقت سے ہوتا ہے کہ جب دوسری[ٹ] صبح (یعنی صبح صادق) جو عرض میں (یعنی آسمان کے کناروں میں) پھیل رہی ہو نمایاں ہو جائے - اور ظہر کا وقت آفتاب ڈھلنے کے وقت سے شروع ہو کر اُس وقت تک رہتا ہے کہ (سایہ اصلی کے علاوہ) ہر چیز کا سایہ اُس سے دو چند ہو جائے - اس کے بعد عصر کا وقت آتا ہے جو غروب آفتاب تک رہتا ہے پھر مغرب کا وقت شفق ابیض[ف] کے غروب تک رہتا ہے - اس کے بعد عشا اور وتر کا وقت آتا ہے - جو صبح صادق کے طلوع تک رہتا ہے - اور نماز عشا کو وتر سے پہلے ادا کیا جائے -

---

حاشیہ عربی

[ع] رمزه ف اے خلافا للشافعی رح
[ع] رمزه ف اے خلافا للشافعی رح
[ع] رمزه ف اے خلافا للشافعی للعہ رمزه[م] اے خلافا لابی یوسف ومحمد[ص] رمزه ف اے خلافا للشافعی رح ولم ادر وجہ افرازه عن[م] [ع] رمزه ف اے خلافا للشافعی فانہ لیس للمغرب عنده وقت غیر ما یصلی صلوٰة المغرب[مع] رمزه سمف اے خلافا لابی یوسف ومحمد والشافعی رح ۱۲
[م] رمزه سمف - اے خلافا لابی یوسف ومحمد والشافعی رح ۱۲

حاشیہ اردو

[لہ] مذکورہ بالا احکام اس وقت ہیں کہ جب غلاظت سے بدن کا کوئی حصہ ملوث نہ ہو - لیکن اگر ملوث ہو جائے تو اُس کے احکام آگے بیان کرتے ہیں [۲] گوبر مینگنی وغیرہ یعنی ہر غلاظت کا یہی حکم ہے کہ اس سے استنجا جائز نہیں [ثہ] پہلی صبح صبح کاذب کو کہتے ہیں جو کناروں میں نہیں بلکہ آسمان کے بیچ میں ظاہر ہوتی ہے -
[ٹہ] جب آفتاب پوری طرح چڑھ گیا ہو - یعنی بیچ آسمان کے پہنچ جائے تو اس وقت جو سایہ شمال یا جنوب کی طرف پڑے وہ سایہ اصلی ہے [۵] غروب آفتاب کے بعد مغرب کی جانب جو سرخی نمایاں ہوتی ہے اسکو شفق احمر کہتے ہیں - پھر جو سفیدی نمایاں ہوتی ہے اُسکو شفق ابیض کہتے ہیں اس کے غروب ہو جانیکے وقت امام صاحب کے نزدیک عشا کا وقت شروع ہو گا ۱۲

ویستحب الاسفار بالفجر۔ والابراد بالظهر فی الصیف وتقدیمها فی الشتاء۔ وتاخیر العصر مالم تتغیر الشمس وتعجیل المغرب۔ وتاخیر العشاء الی ثلث اللیل۔ ویستحب فی الوتر آخر اللیل۔ فاذا لم یثق بالانتباه اوتر اوله۔ ویستحب تاخیر الفجر والظهر والمغرب وتعجیل العصر والعشا یوم الغیم۔

فصل۔ لایجوز الصلٰوة وسجدة التلاوة وصلٰوة الجنازة عند طلوع الشمس وزوالها وغروبها الا عصر یومه عند الغروب ولایتنفل بعد الفجر حتی تطلع الشمس ولا بعد العصر حتی تغرب الشمس ولایتنفل بعد طلوع الفجر باکثر من سنة الفجر ولا قبل المغرب۔ ولا اذا خرج الامام یوم الجمعة ولا قبل صلٰوة العید ولا یجمع بین صلوتین فی وقت واحد فی حضر ولا سفر الا بعرفة والمزدلفة۔

روشنی ہو جانے پر فجر کی نماز پڑھنا مستحب ہے اور گرمیوں میں ظہر کی نماز ٹھنڈ ہو جانے پر۔ اور سردیوں میں پہلے پڑھنا اور عصر کو اتنا مؤخر کرنا کہ آفتاب میں تبدیلی نہ پیدا ہو اور مغرب کو جلدی پڑھنا۔ اور عشا کو تہائی رات تک مؤخر کرنا مستحب ہے۔ اور نماز وتر کے لئے اخیر شب مستحب ہے۔ البتہ اگر آخر شب میں جاگنے کا اعتماد اور اطمینان نہ ہو تو اول شب میں وتر پڑھ لے۔ ابر کے روز۔ فجر۔ ظہر۔ اور مغرب کو (کسی قدر) مؤخر کرنا اور عصر اور عشا کو جلدی پڑھ لینا مستحب ہے ۱۲

فصل۔ آفتاب نکلنے (کے وقت) زوال آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت نہ نماز جائز ہے اور نہ سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ۔ ہاں صرف غروب آفتاب کے وقت اُس دن کی عصر کی نماز جائز ہو سکتی ہے۔ اور فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک اور نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک نفل نماز نہ پڑھے۔ اور سنت صبح کی دو رکعت سے زیادہ صبح صادق کے بعد نفل جائز نہیں اور (غروب آفتاب کے بعد) نماز مغرب سے پہلے بھی نفل نہ پڑھے۔ اور نہ جمعہ کے روز امام کے آجانے کے بعد اور نہ عید کی نماز سے پیشتر اور عرفات یا مزدلفہ کے سوا (جہاں دوران حج میں قیام کیا جاتا ہے) حضر یا سفر میں کسی ایک وقت میں دو نمازیں اکٹھی پڑھنی بھی جائز نہیں

حاشیہ عربی

سه - رمزه ف اے خلافاً للشافعی رح عسه رمزه ف اے خلافاً للشافعی سه - رمزه ف اے خلافاً للشافعی رح للعه رمزه ف اے خلافاً للشافعی رح صه رمزه ف اے خلافاً للشافعی سه رمزه ف اے خلافاً للشافعی معه رمزه ش اے خلافاً للشافعی سه رمزه ف اے خلافاً للشافعی۔

حاشیہ اردو

سه آفتاب نکلنے سے اتنے پہلے کہ اگر نماز لوٹانی پڑے تو طلوع آفتاب سے پیشتر مسنون طرز پر لوٹائی جا سکے

سه یعنی جب وہ خطبہ کے لئے کھڑا ہو جائے سه اس صورت سے کہ وقت سے پہلے نماز پڑھنی پڑے۔ مثلاً ظہر کے وقت میں ظہر اور عصر کی نماز پڑھے ۱۲

چند قابلِ قدر کتابیں

سیرتِ سید احمد شہید ―― اور ―― ہندوستان کی صنعت و حرفت

تقریباً ایک سو تئیس (۱۲۳) سال پیشتر جب دیو برطانیہ نے تخت دہلی پر قبضہ کیا تو اس کا سب سے بڑا رفیق جبر و استبداد تھا۔ جس قوم اور ملت کی متعدد نسلیں زبان بندی اور مظلومانہ اطاعت شعاری میں گذر گئی ہوں، ظاہر ہے کہ وہ اپنی تاریخ اور اپنی اہمیت سے کس قدر غافل ہو سکتی ہے۔ اور وہ اپنی ہستی کو کہاں تک فراموش کر سکتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ ہندوستان کے جاہل تو درکنار ہندوستان کے گریجویٹ علماء و فضلا بھی واقف نہیں کہ ان کے بزرگوں کا زمانہ اقتصادی معاشی اعتبار سے کس قدر شاندار تھا اور اُس کے زوال کے وقت ان بزرگوں نے دولت حریت کے بقایا استحصال کے لئے کتنی قربانیاں پیش کیں۔ آج جبکہ ہندوستان انقلاب کی شاہراہ پر گامزن ہے اور استقلال و حریت کی زندگی حاصل کرنے کے لئے مچل رہا ہے تو ضرورت ہے کہ اُس کی صنعت و اقتصاد کی گذشتہ تاریخ اس کے سامنے رکھی جائے۔ اس کے بزرگوں کی مقدس قربانیاں یاد دلا کر اُس کے قوت عمل میں اُمنگ پیدا کی جائے۔ اسی فکر و ضرورت نے احقر کو "علماء ہند کی شاندار ماضی" لکھنے پر آمادہ کیا تھا جو ابھی تک طباعت کی مشکلات میں اُلجھی ہوئی ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ ملت کے قابل فرزند اور قوم کے سچے بہی خواہ اس طرف متوجہ ہیں۔ آج جن دو کتابوں کا تعارف کرایا جا رہا ہے۔ وہ اسی سلسلہ کی دو کڑیاں ہیں۔

(۱) سیرت سید احمد مصنفہ مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی شیخ التفسیر دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ کتابت۔ طباعت اور کاغذ عمدہ۔ دیدہ زیب۔ جلد خوبصورت۔ صفحات ۴۶۴۔ قیمت عـہ علاوہ ڈاک گذشتہ سو سال میں حضرت سید صاحب شہید قدس سرہ العزیز کے برخلاف اتنا پروپیگنڈا کیا گیا کہ دشمن تو دشمن دوست بھی حضرت سید صاحب کے کفر اور اسلام میں (معاذ اللہ) شک کرنے لگے۔ آپ کی وہ شاندار خدمات۔ وہ مخلصانہ مجاہدات جو اسلام کی تیرھویں صدی میں پہلی صدی کا مکمل نقشہ دنیا کے سامنے پیش کر رہے تھے۔ آپ کی وہ تعلیم و تربیت جس نے ہندوستان کے دار الحرب میں صحابہ کرام کے نمونے تیار کئے تھے، ترقی ملت کے لئے آپ کی قائم کی ہوئی وہ تنظیم جس کے برباد کرنے کے لئے انگریز کو آپ کی جماعت کے واسطے وہابی کا لفظ استعمال کرنا پڑا قتل

وہب - جلا وطنی - قید و بند - ضبطی جائداد وغیرہ کے تمام ہی حربے استعمال کرنے پڑے - مگر پھر بھی آج تک اس تنظیم کے اثرات سے ہندوستان اور آزاد سرحد کو پاک نہ کر سکا۔

بہر حال اس قسم کے انقلاب انگیز واقعات کی مکمل تاریخ حضرت سید صاحبؒ کی سیرت کا اہم جز ہے - اور اسی بنا پر حضرت سید صاحب کو ہندوستان کا سب سے بڑا روحانی اور سیاسی شخص کہا جا سکتا ہے - مگر مسلمانان ہند کی غلامی کی برکت سے وہ تمام تاریخ فراموش ہو چکی تھی - خدا کا شکر ہے کہ مولانا ابو الحسن علی صاحب نے تاریخ کے جواہر پاروں کو قلمی اور مطبوعہ کتابوں سے اور بعض اہم چیزیں خود انگریز مورخین کی تصانیف سے فراہم کر کے نہایت ہی دلچسپ اور سلیس انداز میں مرتب فرما کر صد سالہ فرض سے ملت اسلامیہ کو سبکدوش کیا - فجزاہ اللہ احسن الجزا۔

مصنف کی خدمت مستحق صد شکر ہے اور کتاب مستحق تحسین - احقر کے خیال میں ہر بہی خواہ ملت کا فرض ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ کرے - چونکہ مصنف کا تعلق اسی خاندان سے ہے اس لئے کتاب ایسی مستند معلومات پر بھی مشتمل ہے جن سے دوسری تصانیف خالی ہیں۔

(۲) ہندوستان کی صنعت و حرفت مصنف مولانا منت اللہ صاحب رحمانی فاضل دیوبند ایم ایل - اے مونگیر صوبہ بہار - کتابت - طباعت اور کاغذ نہایت عمدہ، صفحات ۲۱۴ - عہد قدیم اور مسلمان سلاطین کے زمانہ میں پارچہ بافی - لوہے کی صنعت - بالخصوص جہاز سازی کی صنعت کس اعلیٰ پیمانہ پر تھی - ان کے عروج و ترقی کے اسباب کیا تھے - پھر پرتگال - ہالینڈ - ڈیمارک - فرانس - ایسٹ انڈیا کمپنی وغیرہ یورپ کی تجارتی کمپنیاں کس طرح ہندوستان میں آئیں - ان کمپنیوں نے ہندوستانی مصنوعات کی تجارت سے کس طرح فائدہ حاصل کیا - پھر کس طرح اپنی حکومتیں قایم کیں اور سلاطین ہند کے عدل و انصاف کے عوض میں جور و ستم کو روا رکھا اور کس طرح ہندوستان کی صنعت کو برباد کیا - ہندوستان کا کتنا مال بیرونی ممالک اور بالخصوص یورپ جاتا تھا - اُس کی برآمد کو روک کے بدیشی مال کی آمد میں سہولتیں کس طرح بڑھائیں - کس طرح تمام بربادی کی ذمہ داری صرف اور تنہا انگریزوں پر ہے - ان تمام امور کی ایک مکمل اور کامیاب تاریخ ہے - جو اپنی جامعیت - سلاست - اور اختصار کے ساتھ اپنے مقصد میں کامیاب ہے - جو انگریز مورخین اور سیاحین کے بیانات سے مرتب کی گئی ہے - ہر محب وطن کے لئے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔

ہفتہ وار "احرار" مدیر مسئول مولانا سعید احمد صاحب - سالانہ قیمت ہے، مقام اشاعت سہارنپور

یہ ہفتہ وار مفید اخبار "مدینہ" اخبار کے سائز اور طرز پر سہارنپور سے جاری کیا گیا ہے - قومی و ملی جذبات

کی پرورش۔ نظریہ حریت واستقلال کی اشاعت اس کا نصب العین ہے۔ ہفتہ وار خبروں کے علاوہ بلند پایہ مضامین کا بہترین مجموعہ ہوتا ہے۔ کتابت دیدہ زیب۔ طباعت پاکیزہ اور کاغذ بھی عام اخبارات سے بہتر ہوتا ہے۔ اس قسم کے اخباروں کی حوصلہ افزائی ہمدردان ملت کا اہم اور مقدم ترین فرض ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ دفتر اخبار احرار ہفتہ وار۔ سہارنپور

مفتاح العربیہ مؤلفہ جناب مولانا قاضی زین العابدین صاحب سجاد فاضل دیوبند۔ میرٹھی۔

عربی زبان کی مذہبی اور سیاسی ضرورت ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔ مگر گذشتہ دور میں مسلمانوں کے تساہل نے اس کی اہمیت کو بالکل ہی گرا دیا۔ اب ہندوستان میں کچھہ دنوں سے عربی کا خاصہ چرچہ ہے اور اسکی اہمیت کو محسوس کیا جا رہا ہے۔ لہذا اس ضرورت کو پورا کرنیکے لئے اگر باقاعدہ موجودہ عربی مدارس کے کورس کی طرف متوجہ ہوا جائے تو یقیناً مشکل اور دیر طلب ہونیکی وجہ سے معاشی ضروریات اسکی اجازت نہیں دے سکتیں۔ پھر جدید عربی قدیم عربی سے بہت کچھ متغیر ہے ——— مولانا قاضی زین العابدین صاحب جن کو دنیائے ادب مصری افسانوں کے مترجم کے نام سے جانتی ہے جو اپنی علمی قابلیت و خداداد استعداد میں شہرۂ آفاق شخص ہیں آپکی تصنیف مفتاح العربیہ کو ہم فی زمانہ مفید سمجھتے ہیں۔ کتاب میں اُن تمام ضروریات کا لحاظ رکھا گیا ہے جنکا ہونا ایک نئی زبان سیکھنے کیلئے ضروری ہے کتاب کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں صرف نحو کے ضروری قواعد اور الفاظ مکالمات جو روزانہ مستعمل ہوتے ہیں نیز کثیر الاستعمال امثال۔ حکما اور علماء کے زریں اقوال۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا مختصر مگر ضروری انتخاب اردو سے عربی میں تقریباً ڈیڑھ ہزار الفاظ کی ڈکشنری۔

دوسرے حصہ میں قدیم وجدید کتابوں کا مفید اور دلچسپ اخلاقی تاریخی لطائف کا مجموعہ معہ ترجمہ خطوط نویسی۔ اخبارات کے جدید الفاظ کا اقتباس۔ جدید عربی لغات کی تقریباً ۱۳۵۰ الفاظ کی ڈکشنری۔ غرضیکہ مؤلف کی محنت قابل تحسین ہے۔ قیمت فی حصہ ۱۰/ر۔ پتہ۔ مکتبہ علمیہ مجتبائی پریس قاضی واڑہ میرٹھ

مجموعہ شرح مواقف ومیر زاہد محشی حضرت مولانا مولوی فضل حق صاحب رامپوری۔ قیمت تین روپے

ملنے کا پتہ" مولانا افضال الحق صاحب مدرس مدرسہ عالیہ کوچہ لالہ میاں ریاست رامپور۔

شرح مواقف کے فن ثانی (امور عامہ معہ حاشیہ زاہدیہ) کو معقولات میں جو درجہ حاصل ہے اس سے تو اہل علم واقف ہیں کتاب کے مطالب ومعانی کا تفہم وتفہیم کما حقہ نفس کتاب سے بغیر استمداد شروح وحواشی متوسط استعداد والوں کی بس کی بات نہیں اور پھر متقدمین کے شروح اور حواشی نے اس کے اغلاق در پیچیدگی کو اور بھی افزوں کر دیا۔ ضرورت تھی کہ کوئی مختصر مگر مفید اور سہل حاشیہ ہوتا کہ متوسط طبقہ کتاب

سے استفادہ کرسکے۔ چنانچہ مولانا فضل حق صاحب نے جو اپنی خداداد قابلیت اور تبحر علمی اور فنی بصیرت میں فی زمانہ ایک ممتاز شخصیت کے مالک ہیں اس ضرورت کا احساس فرمایا۔ اور نہایت سہل الحصول طریر متقدمین کے شروح اور حواشی سے استنباط فرما کر مناسب اور مفید معلومات کا اضافہ فرماتے ہوئے تقریباً ۳۰ سال قبل کتاب کا حاشیہ لکھا جو اہل علم کے ہاتھوں میں آچکا ہے۔

اب پھر مولانا ممدوح کے صاحبزادے مولانا افضال الحق صاحب نے کتاب کی طبع ثانی کی طرف توجہ فرمائی اور مولانا ممدوح کی نظر ثانی نیز مزید مفید تحقیقات کے اضافہ کے ساتھ جو مولانا کی ۳۲ سالہ جدو جہد کا نتیجہ ہے طبع کرا کر شائع فرمائی۔ مزید براں ایک نایاب رسالہ "افضل التحقیقات فی مسئلہ الصفات" جو ۱۳۲۸ھ میں طبع ہوا تھا اور عرصہ سے عنقا تھا کتاب کے اخیر میں شامل کر دیا گیا ہے۔ کاغذ بھی گلیز استعمال کیا گیا ہے۔

علامہ واقدی کی مکمل تاریخ

کون نہیں جانتا کہ تاریخ اسلام کی بنیادی کتاب علامہ واقدی کی تاریخ ہے جو عربی زبان میں تھی اس کا پرانا ترجمہ نہایت مغلق تھا۔ اب اس کا جدید ترجمہ بامحاورہ نہایت سلیس اور دلچسپ شائع کیا گیا ہے۔ کاغذ بھی نہایت بہتر ہے۔ اس کتاب کے تین حصے ہیں۔

۱ — شروع الحرب فی فتوح العرب

۲ — فتوح الشام عرف فیوض الاسلام

۳ — فتوح المصر قیمت اصلی قیمت عہ رعائتی ۱۲؍

پہلا حصہ۔ جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غزوات مفصل ذکر کئے گئے ہیں قیمت ؁ رعائتی ۱۴؍

دوسرا حصہ جس میں فتح شام اور خصوصاً حضرت خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ کے تمام فتوحات کا ذکر ہے قیمت ۱۲؍ رعائتی ۱۲؍

تیسرا حصہ فتوح المصر ہے۔ مصر کی فتح کے مفصل صحیح اور مستند حالات درج ہیں قیمت عہ رعائتی ۱۲؍

تاریخ اسلام اور دینیات کی کتابیں

ایک روپیہ کا مال بارہ آنہ میں (علاوہ محصول ڈاک)

تفسیر احمدی	[illegible]
ترانہ غم	۱۰ ر
حزب البحر مع اسمار بدریین	۴ ر
حزب اللہ	۱۲ ر
حیات صلاح الدین	[illegible]
خدیجۃ الکبریٰ	۱۲ ر
ساوتری	۸ ر
سلاسل طیبہ۔ متوسلین اکابر دیوبند کے پڑھنے کیلئے شجرہ مبارکہ	۳ ر
سیرت غوث اعظم	سے
سیرت امام ربانی	عہ
الاسلام	۵ ر
العقل والنقل	۱۰ ر
الفاروق عمدہ کاغذ	سے
معمولی کاغذ	عہ
تعلیمی ہند از حضرت مولانا حسین احمد صاحب	۱۲ ر
قومیت متحدہ اور اسلام از حضرت مولانا حسین احمد صاحب	۹ ر
تاریخ الاسلام از مولانا محمد میاں صاحب حصہ اول ۶ر حصہ دوم ۱۲ر حصہ سوم	۶ ر
حیاۃ المسلمین	۱۲ ر
الاقتصاد فی الضاد	۲ ر
ارشاد مرشد	۱ ر
اسرار قرآنی	۶ ر
اغلاط العوام	۱ ر
اصلاح ترجمہ دہلویہ	۲ ر
اخبار بینی	ر
ارشاد الملوک	۵ ر
احکام التجلی	۴ ر
انعام النعم	۱ ر
آداب معاشرت	۲ ر

احتفاظ الوفور	۳ ر
الاعجوبہ	۱ ر
انتصار الاسلام	۶ ر
آداب المساجد	۳ ر
آداب السفر	۳ ر
ارشاد النبی	ر
جوامع الکلم	ر
چہل حدیث	۳ ر
رحمت رضوان (حضرت امام ابو حنیفہؒ کے حالات)	۱ ر
تنویر السراج فی لیلۃ المعراج	۸ ر
ترکیۃ الخواطر (سیرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم)	۱۰ ر
الحیلۃ الناجزہ	عہ
الجواہر المتین باحادیث سید المرسلین	۵ ر
الصالحات یعنی نیک بیبیاں چار رسالوں کا مجموعہ	
مرضیۃ الرسول۔ زوجہ طاہرہ عائشہ صدیقہ۔ بضعۃ الرسول	۵ ر
التصویر لاحکام التصویر	۱۲ ر
البدائع المفیدہ فی حکم الصنائع الجدیدہ یعنی آلات جدیدہ تار۔ وائرلیس وغیرہ	۸ ر
مسیح موعود کی پہچان	۳ ر
التصریح بما تواتر فی نزول المسیح (عربی)	۴ ر
مولوی معنوی	۵ ر
حیات حضرۃ علم الاولین	۱ ر
خواب شیریں	۱ ر
درس عبرت	۱ ر
دفع التضاد عن احکام الضاد	۱ ر

فتوی فونوگراف و اعجکشن	۱ ر
خط اور ٹیلیفون وغیرہ کے احکام	۱ ر
شب برات کے فضائل و احکام	۱ ر
فتاوی میلاد شریف	۱ ر
حق السماع	۲ ر
الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد	۴ ر
اوثق العری فی حکم الجمعۃ فی القری	۱ ر
سبیل الرشاد	۳ ر
ہدایۃ المعتدی فی قراۃ المقتدی	۳ ر
دعاوی مرزا۔ از جمال القرآن	۳ ر
فصل الخطاب مولانا اکبر شاہ خاں	۱۲ ر
تاریخ حبیب اللہ	۱۲ ر
ترجمہ مجربات دیربی (عملیات)	عہ
نافع الخلائق	عہ
حج بیت اللہ	۳ ر
باطل شکن	۴ ر
لا الٰہ الا اللہ	۵ ر
اصلاح الرسوم	۸ ر
اخوان الصفا کامل	عہ
احسن المسائل	عہ
الف لیلہ (اردو)	عہ
بلاغ المبین	[illegible]
نصیحۃ الشیعہ ہر سہ حصہ مکمل	[illegible]

علاوہ ازیں ہر علم و فن کی اردو۔ فارسی عربی کتابیں۔ قرآن مجید معریٰ۔ مترجم۔ حمائل بنجسورے وغیرہ ملنے کا پتہ :-

کتب خانہ فخریہ شاہی کمپنی امروہیہ گیٹ مراد آباد

معجز نما ترجمہ اور تفسیر

جس کو دور حاضر کے علماء نے بالاتفاق بہتر اور سب سے زیادہ عام فہم قرار دیا ہے۔

سیدنا شیخ الہند اول حضرت مولانا محمود الحسن صاحب قدس اللہ سرہٗ اسیر مالٹا کا ترجمہ ہے جسکے حاشیہ پر سورۂ بقر سورۂ نساء کی تفسیر حضرت موصوف کی جانب سے اور باقی تمام قرآن پاک کی تفسیر حضرت علامہ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی صدر مہتمم دار العلوم دیوبند کی تحریر فرمودہ ہے جو اپنی سلاست سہولت، دلچسپی اور استناد میں تمام مروجہ تفاسیر سے بہتر مانی گئی ہے۔ جسکو مدینہ پریس نے بار بار طبع کرایا اور ہاتھوں ہاتھ ہدیہ ہوگیا۔ اس مرتبہ عکسی بلاک کے ذریعہ نہایت آب و تاب سے طبع کرایا ہے

صرف ایک قرآن شریف خرید کر آپ تین فائدے حاصل کیجئے

(۱) تلاوت کے لئے بہترین قرآن جو نہایت صاف، دیدہ زیب، نظر فریب ہے

(۲) ترجمہ تحت اللفظ مطالعہ کرتے رہئے اور عربی الفاظ کے نہایت عام فہم اور مستند معنی معلوم کرتے رہئے

(۳) حاشیہ پر تفسیر ملاحظہ فرمائیے اور تمام عام فہم تفسیروں سے بے نیاز ہو جائیے

حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن پاک بیش بہا دولت ہے۔ اگر آپ اپنے پاس رکھیں تو بیش بہا خزانہ ہے۔ لخت جگر کو جہیز میں دیں تو بہترین انعام ہے۔ کسی دوست کو ہدیہ دیں تو بہترین تحفہ ہے رعایتی ہدیہ مجلد للعہ غیر مجلد عہ علاوہ محصول ڈاک

حمائل شریف عکسی مترجم

مذکورہ بالا ترجمہ اور حواشی اور مذکورہ بالا خوبیوں کے ساتھ حمائل شریف بھی طبع کرائی گئی ہے۔ ہدیہ مجلد قسم اول لعہ قسم دوم لعہ محصول ڈاک ہدیہ کے علاوہ ہوگا۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔ قرآن شریف مجلد عمر غیر مجلد عمر۔ حمائل شریف عمر غیر مجلد ۱۲ر ؍ ؍

عکسی قرآن شریف مطبوعہ انجمن حمایت اسلام لاہور

یہ قرآن شریف اگرچہ غیر مترجم ہے مگر اپنی نظیر صرف آپ ہی ہے۔ فوٹو لیتھو پریس کے ذریعہ سے اس کو طبع کرایا گیا ہے۔ خط نہایت پاکیزہ کاغذ بہتر اور اعلیٰ تقطیع نہایت موزوں۔ حاشیہ پر خوبصورت بیل۔ جلد نہایت خوبصورت ہدیہ قسم خاص صـ۲۵ قسم اول ۵

حمائل شریف مترجم مطبوعہ تاج کمپنی لاہور

عکسی ہفت رنگ، دیدہ زیب، طلائی نقش و نگار، صحیح ترین جس کی زیارت سے آنکھوں میں نور دلوں میں سرور پیدا ہوتا ہے۔ یہ صحیح ترین قابل دید حمائل معنوی محاسن اور ظاہری خوبیوں کی حامل ہے۔ جس کی نظیر گزشتہ صدیوں میں چشم فلک نے نہیں دیکھی۔ ہدیہ کپڑے کی جلد عـ۵ صـ۱۵ چمڑے کی جلد عـ۱۲ صـ۱۶ چمڑے کی جلد عـ۲۰ لچکدار کناری سنہری مبلغ عـ۲۰

پانچ ترجموں والا بے نظیر قرآن شریف

جسکو سلطان العلوم والی دکن حضور نظام حیدر آباد نے اپنی تلاوت کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ سائز کلاں خط، طباعت اور کاغذ نہایت اعلیٰ جلد مضبوط اور خوبصورت ہدیہ مجلد چرمی ۳۰ رعایتی للعہ

تفسیر بیان القرآن

حکیم الامۃ مولانا اشرف علی صاحب کی مشہور تفسیر ہے اصل ہدیہ عـ۲ رعایتی للعہ

قرآن مجید پارے اور ہر قسم کی اردو فارسی عربی کتابیں ملنے کا پتہ

منیجر کتب خانہ فخریہ شاہی کمپنی امروہہ گیٹ مراد آباد

سیاسیات کے متعلق مفکرین و مدبرین کی بلند پایہ تصانیف

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اور سیاسی انقلاب

مسلم سوشلسٹ

مولانا محمد میاں صاحب کی معرکۃ الآرا اور عجیب و غریب تصنیف ہے جو اپنے موضوع پر پہلی کتاب ہے۔ جس میں اسلام اور سوشلزم۔ عقیدہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا اثر سیاسیات عالم پر۔ عقیدہ توحید کی سیاسی تشریح اور اس کا سیاسیات پر اثر۔ وغیرہ وغیرہ عنوانات پر نہایت کامیاب اور دلچسپ بحث کی گئی ہے۔ نئے نظریوں کے پیش نظر اس کتاب کا مطالعہ ہر مسلمان بلکہ ہر انسان کو ضروری ہے۔ کتابت طباعت عمدہ۔ قیمت صرف ۵ ر

اپنے موضوع پر سب سے پہلی نہایت جامع کتاب

آسمانی حکومت کی تصویر ترجمہ حکومت الٰہی

از حضرت علامہ غازی مولانا محمد عبد اللہ صاحب منصور انصاری مدظلہ مقیم کابل۔ مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا اصلی سبب اس کے سوا کچھ نہیں کہ انھوں نے حکومت الٰہی کے مقابلہ میں انسانوں کی حکومتوں کو قائم ہوتے دیکھا اور خاموش رہے۔ اس کتاب میں اسلامی اصول کے اعتبار سے بادشاہ۔ صدر اعظم۔ پارلیمنٹ۔ خلافت۔ امارت وغیرہ کی تشریح کرکے اصول جہانبانی پیش کئے۔ غیر الٰہی حکومتوں کے اصول سے اگر موازنہ کیا جائے تو معلوم ہوگا زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ قیمت صرف ۲ ر

امامت امت

مصنفہ حضرت مولانا محمد بن عبد اللہ الانصاری مدظلہ۔ قرآن پاک اور احادیث مقدسہ کی روشنی میں اسلامی حکومت کا مختصر نقشہ نہایت عام فہم طرز پر پیش کرکے علماء ہند سے استصواب کیا گیا ہے۔ ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ لازمی ہے اسی لئے اس کی قیمت صرف ا ر رکھی گئی ہے۔

مسٹر جناح کے معمہ کا حل

حضرت شیخ الہند مولانا سید حسین احمد صاحب کا مدلل اور مفصل بیان ہے جس میں صاف صاف ظاہر کیا گیا ہے کہ موصوف مسلم لیگ میں کس طرح داخل ہوئے اور کیوں اُس سے علیحدہ ہوئے۔ اسکے مطالعہ سے مسلم لیگ کا غلط طرز عمل بے نقاب ہو جاتا ہے۔ قیمت ا ر

حکومت خود اختیاری

مصنفہ عالی جناب سید طفیل احمد صاحب سابق ایم ایل سی یہ کتاب سیاسیات کے متعلق بہترین تصنیف ہے جس کا مدت سے انتظار تھا۔ ہندوستان میں برطانوی سیاست کی مستند تاریخ ہے جس کے ہر ہر لفظ کی تصدیق سربرآوردہ انگریزوں کے اقوال یا کمیٹیوں کی رپورٹ سے کی گئی ہے۔ علماء اور نوجوانوں کو اس کا مطالعہ بہت ضروری۔ کتابت۔ طباعت عمدہ۔ قیمت عہ علاوہ محصول

مسلمانوں کا روشن مستقبل

ہندوستان بالخصوص مسلمانان ہند کی تین سو سالہ مذہبی سیاسی تعلیمی تاریخ کا مجموعہ۔ مصنفہ مولانا سید طفیل احمد صاحب (علیگ)، کتاب دس ابواب پر مشتمل ہے۔ حقیقتاً فاضل مصنف نے اس کتاب میں مسلمانان ہند کے عروج و زوال کا اس بہترین انداز میں نقشہ کھینچا ہے کہ جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ حجم ۶۰۸ صفحے سائز ۲۰×۳۰/۱۶۔ قیمت ڈھائی روپیہ۔ علاوہ محصول ڈاک

کمال نمبر

غازی مصطفےٰ کمال کی وفات کے موقع پر ہم نے موصوف کی وطنی خدمات۔ مختصر سوانح حیات بد لنظم و نثر کا مرقع شائع کیا ہے قیمت صرف ۴ر محصول ار

کتب خانہ فخریہ شاہی کمپنی امروہہ گیٹ مرادآباد

عکس ارشادات مبارکہ

سیدنا شیخ الاسلام مجاہد جلیل حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی دام ظلہم سرپرست رسالہ قاید

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں نے رسالہ قاید کے بعض بعض مضامین دیکھے ہیں مجھے یہ معلوم ہو کر مسرت ہوئی ہے کہ اس کے کارکنوں سے واقف ہوں کہ یہ سب ماشاء اللہ ماہرین علم و فضل اور صحیح الخیال اشخاص اور اہل کمال افراد ہیں۔ انہیں بہت سے حضرات ایسے ہیں جن کی خدمات علمیہ اور ملیہ میں عالی ہمتی کے ساتھ بہت سی قربانیاں بھی رہی ہیں مجھکو قوی امید ہے کہ قوم مسلم اور تمام ہندوستانیوں کیلئے ان حضرات کی اس رسالہ کی رہنمائی نہایت صحیح اور بہت زیادہ مفید اور کارآمد ہوگی۔ میں تمام ہندوستانیوں اور بالخصوص مسلمانوں سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کی ہمت افزائی کریں اور اسکی خدمت میں بیش از بیش حصہ لیکر اپنے فرائض سے سبکدوشی حاصل کریں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو پیش از پیش توفیق عمل اور توفیق اصلاح اور قوم کی خدا ہیں بجالانے کی توفیق دے آمین۔ وباللہ التوفیق

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ

۱۶ ربیع الاول

ترسیل رقوم کا پتہ

(مولوی حکیم) انظار احمد فیصل خانہ " مراد آباد

(مولانا سید احمد میاں پرنٹر و پبلشر نے شاہی برقی پریس میں چھپوا کر شائع کیا

مقاصد رسالہ

الف: سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور بالخصوص اصحاب صفہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مبارک اور مستند حالات پیش کرکے مسلمانوں کی مذہبی سیاسی اور اقتصادی یعنی مالی صنعتی و تجارتی اصلاح: (ب) تاریخ عالم اور اقوام دنیا کے عروج و زوال کے فلسفہ اور وجوہات پر بحث کرکے مسلمانوں میں جذبات ترقی و عروج پیدا کرنا۔

(ج) عربی طلبہ میں عربی زبان کا مذاق پیدا کرنا۔

(د) ہندوستان و حجاز میں صحافتی رابطہ قائم کرنا۔

علماء کرام اور طلبہ کو مژدہ!

عربی زبان میں مضمون نگاری کی ضرورت کا احساس عرصہ سے کیا جاتا ہے: رسالہ قاید نے بنام خدا اس ضرورت کے پورا کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ چنانچہ کم از کم دو ورق اس مقصد کے لئے خاص رہیں گے۔ جن میں عربی مضامین اور عربی اشعار ہوں گے حضرت علامۃ الحاج مولانا محمد اعزاز علی صاحب اور ادیب عرب حضرت مولٰینا عبد الحق صاحب مدنی مدیر جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد اس حصہ کی خصوصیت سے سرپرستی فرمائینگے

مستقل عنوانات

جن کے ماتحت مستند اور دلچسپ مضامین ہر رسالہ میں آتے رہیں گے

(۱) تعلیمات فرقان و احادیث

(۲) ترجمہ تفسیر ابن کثیر۔

(۳) سیرت مقدسہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

(۴) تاریخ عالم

(۵) سیرت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

(۶) سیرت اصحاب صفہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

(۷) تاریخ اسلام

(۸) فقہیات یعنی دینی مسائل کے سلسلہ میں حضرت علامہ ابو الفضل مجد الدین عبد اللہ موصلی متوفی ۶۸۳ھ کی مشہور مگر نایاب اور قلمی کتاب "المختار للفتوی مع ترجمہ و حاشیہ"

(۹) نادر اور قلمی کتابوں کی اشاعت

(۱۰) سیاسیات مسلم

(۱۱) اقتصادیات مسلم

(۱۲) سیاسیات حاضرہ

(۱۳) سیاسی روزنامچہ

(۱۴) فلسفہ ایمان

(۱۵) علمی اور اصلاحی افسانے

(۱۶) ادبیات

(۱۷) زنات العرب یعنی تازہ بتازہ عربی اشعار اور مضامین

واللہ الموفق والمعین

تصدیق کے لئے نمونہ طلب فرمائیے! (پتہ صاف تحریر فرمائیے)

محررہ دار الکتابت مراد آباد

Only Title Printed at Jalali Prtg. Works, M. B.